کنز المدارس بورڈ کے نصاب کے عین مطابق

اَلنُّوْرُ الْمُبِیْن

فِيْ قَوَاعِدِ عَقَائِدِ الدِّیْن

سوالاً وجواباً

خصوصی کاوش

استاذ محترم حضرت علامہ

مولانا محمد عبد الرحمٰن خان مدنی

مرکزی جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ فیصل آباد

تحقیق و ترتیب

مولانا محمد عنصر رضا جامی عطاری

متعلم جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ فیصل آباد

0300-7259263

فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
3	اظہار تشکر	1
4	حالات مصنف	2
6	پہلا قاعدہ: الیہات کے بارے میں	3
6	پہلی فصل	4
16	دوسری فصل	5
26	تیسری فصل	6
28	چوتھی فصل	7
30	دوسرا قاعدہ: انبیاء وملائکہ، ائمہ اور صحابہ کے بارے میں	8
30	پہلی فصل	9
32	دوسری فصل	10
46	تیسری فصل	11
47	چوتھی فصل	12
50	تیسرا قاعدہ: دار آخرت کے بارے میں	13
50	پہلی فصل	14
53	دوسری فصل	15
54	تیسری فصل	16
57	چوتھی فصل	17
60	خاتمۃ الکتاب	18
66	تمت	19

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خاتم النبیین

کتاب نور المبین علامہ ابن جزی رحمہ اللہ کی عقائد کے لحاظ سے بڑی جامع کتاب ہے اگر آپ مختصر اور جامع انداز سے عقائد کی معرفت اور اسلام پر ہونے والے اور بالخصوص توحید ورسالت پر ہونے والے اعتراضات کا تسلی بخش جواب چاہتے ہیں تو اس کتاب کا مطالعہ بے حد مفید رہے گا، الحمد للہ کئی مرتبہ اس کتاب کی تدریس کا موقعہ ملا ہر دفعہ اس کا الگ ہی مزا محسوس ہوتا ہے۔

طلبہ اور عوام کی آسانی کے لئے اس کتاب کو اردو زبان میں سوالاً وجواباً بنایا گیا ہے اور یہ کام ہونہار طالب علم **مولانا عنصر رضا جامی عطاری** نے اس کتاب کے تمام اسباق کو کمپوز کر سوالاً وجواباً کی صورت میں تیار کیا ہے اللہ پاک ان کو اس کام کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

محمد عبد الرحمن خان عطاری مدنی

مدرس جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ فیصل آباد

اظہار تشکر!

جمع مواد تو استاذ محترم کے ادا کئے ہوئے الفاظ و کلمات تھے ورنہ بندہ مذنب کہاں اس قابل، اللہ تبارک وتعالیٰ استاذ محترم عبد الرحمٰن صاحب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے جن کے سبب سے بندہ ناچیز اس کتاب کی تکمیل میں کامیاب ہوا، اور اللہ تعالیٰ ان کو مزید ترقیاں و عروج عطا فرمائے اور ان کے ہاتھوں سے علم کا فیضان جاری فرمائے "امین"۔

عنصر رضا جامی عطاری

حالات مصنف

نام ونسب"

محمد بن احمد بن محمد بن جزی کلبی ہے۔

کنیت"

آپ رحمہ اللہ کی کنیت ابو القاسم ہے اور آپ کا تعلق اہل غرناطہ سے ہے۔

پیدائش"

آپ رحمہ اللہ 693 ہجری میں پیدا ہوئے۔

آپ کے اوصاف"

آپ رحمہ اللہ فقیہ، حافظ، مدرس، حافظ تفسیر، اقوال کا گھیراؤ کرنے والے کتب کو جمع کرنے والے بیت المال کے مالک اور اچھی مجلس والے حاضرین کو نفع دینے والے صحیح الباطن اور کئی فنون کے ماہر تھے جیسے عربیہ ،اصول، قراءت، حدیث وادب وغیرہ۔ اور کئی سال تک اپنے شہر کی بڑی مسجد کے خطیب رہے اور آپ کی فضیلت پر اتفاق کیا گیا ہے۔

آپ کے اساتذہ کرام"

آپ رحمہ اللہ نے حدیث، عربی، فقہ اور قرآن کا علم اپنے استاد ابو جعفر بن زبیر سے پڑھا آپ کے مشہور اساتذہ کرام یہ ہیں: ابو عبد اللہ بن کماد، ابو عبد اللہ بن رشید، ابو مجد بن احوص، قاضی ابو عبد اللہ بن برطال اور استاد نظار متفنن ابو القاسم بن عبد اللہ بن شاط ہیں۔

آپ کے مشہور شاگرد"

آپ سے کثیر علماء کرام سیراب ہوئے ان میں سے بعض یہ ہیں: لسان الدین بن خطیب، محمد بن محمد انصاری المعروف ابن خشاب اور آپ کے تین شہزادے ابو عبد اللہ محمد بن محمد کاتب اور ابو بکر احمد بن محمد قاضی اور ابو محمد عبد اللہ بن محمد۔

آپ کی تصنیفات"

آپ رحمہ اللہ نے مختلف موضوعات پر کثیر کتب تصنیف فرمائی ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں: تفسیر قرآن المعروف تسهيل لعلوم التنزيل اس کو سات مرتبہ طبع کیا جاچکا ہے اور اس کی بہترین تحقیق و تدوین ڈاکٹر ابو بکر سعداوی نے کی ہے اور کتاب وسيلة المسلم فى تهذيب صحيح مسلم ، انوار السنيه فى الالفاظ السنيه ، الدعوات و الاذكار المخرجه من صحيح الاخبار ، نور المبين فى قواعد عقائد الدين اور اصول قراءت غير نافع وغیرہ۔

وفات"

آپ رحمہ اللہ نے 741 ہجری میں کائنہ کے دن مقام طریف میں جام شہادت نوش فرمایا چنانچہ تنبکتی نے اپنی کتاب نیل الابتہاج میں حضرمی سے اس قول کو نقل کیا ہے کہ ہمارے شیخ فقیہ جلیل استاذ خطیب عالم و متفنن مصنف حسیب ماجد بڑے سینے والے فاضل محمد بن احمد بن جزی کلبی جو مقام طریف میں شہید ہوئے۔

قال الفقيه الاستاذ العالم الاصولى المفسر المتفنن القدوة المشاور الصدر الوزير الحسيب الاصيل ابو القاسم ابن الفقيه الاجل الوزير الحسيب الاصيل ابى جعفر احمد بن الفقيه العالم الوزير الحسيب الاصيل احمد بن ابى القاسم الكلبى۔

خطبہ

الحمد لله الذى هدانا للايمان ،علمنا القران و صلى الله على سيدنا محمد الداعى الى خير الاديان ، المبعوث الى الانس و الجان ، وعلى آله و صحبه و من تبعهم باحسان۔

حمد وثناء کے بعد: اس کتاب میں ہم نے دین کے ایسے عقیدوں کو ذکر کیا جن کا اعتقاد تمام مسلمانوں پر لازم ہے اور ہم نے ان پر دلائل عقلیہ قطعیہ کو قائم کیا، اور ہم نے ان کا استمداد علوم نقلیہ سمعیہ سے کیا اور ان کا اقتباس انوار مرضیہ سے کیا اور اس میں ہم نے جو قرآن و حدیث میں وارد ہوا اس کی اتباع کی اور اس امت کے سلف صالحین کے طریقے کو مشرف کیا۔

مقاصد ثلاثہ "اس کتاب کو لکھنے پر ہمیں تین مقاصد نے ابھارا ہے وہ اس کے لئے ہیں جس کو اللہ عظیم فوائد میں سے حاصل کرنے کی توفیق دے۔

مقصد اول: دلائل وبراہین کو دین کے عقائد پر ذکر کرنا تاکہ ناظر دین کے عقائد میں تقلید سے یقین کی طرف آئے۔

مقصد ثانی: یہ دلائل یا اکثر دلائل قرآن سے ماخوذ ہیں کیونکہ قرآن اللہ کی حجت کبری اور اللہ کی مظبوط رسی ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ اس میں علوم اولین و آخرین ہیں۔

مقصد ثالث: ہم نے فقط امہات المسائل پر ہی اکتفاء کیا جن کا شریعت نے حکم دیا ہے اور ان کے بارے میں سلف نے کلام بھی کیا ہے اور سلف کے بعد جو کچھ خصام وجدال وغیرہ ظاہر ہوئے ان سب سے اعراض کیا اور ان امور میں کلام کو ترک کر دیا جن کے سبب فرقوں کے مابین مختلف اقوال واقع ہوئے تاکہ جو بھی اس کتاب کو حاصل کرے اور اس کا مطالعہ کرے وہ ایک واضح، سفید حجت حجتِ بیضاء پر چلنے والا ہو اور مظبوط سہارے سے تمسک کرنے والا ہو جائے۔

یہ کتاب کتنی چیزوں پر مشتمل"

یہ کتاب تین قواعد اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

قاعدہ اولی: الہیات کے بارے میں۔

قاعدہ ثانیہ: انبیاء وملائکہ، ائمہ اور صحابہ کے بارے میں۔

قاعدہ ثالثہ: دار آخرت کے بارے میں۔

خاتمہ: ایسی نفع مند وصیت جو کتاب کے مقصد کے مناسب ہے۔

فصل اول

اللہ تعالیٰ کے وجود کو ثابت کرنے کے بارے میں ہے اور وہی رب العالمین اور تمام مخلوق کا خالق ہے

تمہید: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے وجود پر اتنے دلائل ہیں کہ ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا اور وہ دلائل اپنی انتہاء کو پہنچے ہوئے ہیں، بیشک ہر شے ہی اس کے وجود پر دلیل اور رب کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے۔

سوال نمبر 1: وجود باری تعالیٰ کو ثابت کرنے میں کتنے مسالک بیان کئے گئے ہیں نیز پہلا مسلک وضاحت کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: وجود باری کو ثابت کرنے میں تین مسالک بیان کئے گئے ہیں جن میں سے **پہلا مسلک:** موجودات کی انواع میں مقرر کردہ آیات سے استدلال کرنا، جیسے زمین و آسمان وحیوان ودرخت و پہاڑ و سمندر اور ہوائیں اور بارش و سورج و چاند اور رات و دن اور اس کے علاوہ مخلوقات وغیرہ یہ تمام چیزیں اس بات پر دلالت کرتیں ہیں کہ ان کا کوئی بنانے والا ہے جس نے ان کو بنایا اور کوئی خالق ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور یقیناً وہ میرے رب کی ہی ذات ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہ ہی معنی ہے: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اے لوگو اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً۪ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو تو اللہ کے لئے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ۔ دوسرے مقام پہ اللہ فرماتا ہے: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ۪ وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جِلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لئے ضرور

نشانیاں ہیں۔اسی طرح قرآن پاک میں موجودات پر جو بھی تنبیہ کی گئی ہے وہ اسی معنی کا فائدہ دیتی ہے اور یہ قرآن میں کثیر ہیں۔

سوال نمبر 2: ہم کن کن اشیاء میں غور وفکر کر کے وجود باری تعالیٰ کو جان سکتے ہیں؟

جواب: ویسے تو ہر چیز ہی وجود باری پر دلالت کرنے والی ہے بہر حال اگر آپ اپنی قریبی اشیاء میں غور وفکر کریں جیسے آپ کی اپنی جان، آپ اس میں ایک عجیب کاری گری اور نادر الوجود تدبیر کو پائیں گے جس میں دلیل قطعی ہے اسی وجہ سے رب ذوالجلال نے کئی مقامات پر انسان کی تخلیق پر تنبیہ فرمائی ہے چنانچہ اللہ فرماتا ہے :وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ طِیۡنٍ اور بیشک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا ثُمَّ جَعَلۡنٰهُ نُطۡفَةً فِیۡ قَرَارٍ مَّكِیۡنٍ پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَةَ مُضۡغَةً فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوۡنَا الۡعِظٰمَ لَحۡمًا ۗ ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰهُ خَلۡقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے اللّٰہ سب سے بہتر بنانے والا ہے ثُمَّ اِنَّكُمۡ بَعۡدَ ذٰلِكَ لَمَیِّتُوۡنَ پھر اس کے بعد تم ضرور مرنے والے ہو، اور دوسرے مقام پر اللہ فرماتا ہے:وَفِیۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ: اور خود تم میں تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں۔

اور انسان کی کمزور پانی سے تخلیق کتنی حیران کن ہے اور اس کی ہڈیوں کا مرکب ہونا اور اس کی رگوں کا مختلف انداز پر ہونا اور ان میں سے ہر ایک کا اپنے نفع کے ساتھ ہونا نیز غذا کا ہر عضو تک بقدر مقدار ہی پہنچنا اور انسان میں پیدا کئے ہوئے جوڑوں کا مختلف ہونا اور پھر انسان کو عقل سے خاص کرنا کہ جس کے ذریعے جانوروں سے ممتاز ہوتا ہے اور کیسے انسان دونوں آنکھوں کے ساتھ دیکھتا ہے اور کیسے دونوں کانوں سے سنتا ہے اور کیسے زبان سے کلام کرتا ہے اور کیسے اپنے ہاتھوں سے چھوتا ہے یہ سب چیزیں کتنی حیران کن ہیں اس کے علاوہ اتنے عجائب ہیں کہ ختم نہیں ہوسکتے اگرچہ ان میں غور وفکر کرنے میں عمریں گزار دی جائیں، پس اس بات میں کوئی شک

نہیں ہے کہ ایک ایسے مدبر کا ہونا ضروری ہے جو ان کی تدبیر کرے اور ایک ایسے خالق کا ہونا ضروری ہے جو ان کو پختہ بنائے اور یقیناً وہ میرے رب کی ذات ہے۔

مزید آپ عالم میں انسان سے بڑے بڑے موجودات کو دیکھتے ہیں جیسے آسمان وزمین اور ان کے علاوہ ان میں تخلیق کاری کی عظمت اور حکمت کے ایسے عجائب ہیں کہ وہم ان کا احاطہ نہیں کرسکتے چنانچہ اللہ تعالیٰ اسی معنی پر تبنیہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ط بَنٰـهَا کیا تمہاری سمجھ کے مطابق تمہارا بنانا مشکل یا آسمان کا، اللہ نے اسے بنایا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا اس کی چھت اونچی کی پھر اسے ٹھیک کیا وَ اَغْطَشَ لَیْلَهَا وَ اَخْرَجَ ضُحٰىهَا اور اس کی رات اندھیری کی اور اس کی روشنی چمکائی وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا اور اس کے بعد زمین پھیلائی اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَ مَرْعٰىهَا اس میں سے اس کا پانی اور چارہ نکالا وَ الْجِبَالَ اَرْسٰىهَا اور پہاڑوں کو جمایا مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ تمہارے اور تمہارے چوپاؤں کے فائدہ کو فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى پھر جب آئے گی وہ عام مصیبت سب سے بڑی یَوْمَ یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى اس دن آدمی یاد کرے گا جو کوشش کی تھی، اور دوسرے مقام پر اللہ فرماتا ہے: لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

پھر آپ ہر چھوٹی وبڑی اور جماد اور زندہ چیز میں غور وفکر کریں تو آپ کے لئے حکمت و لطائف واضح ہوں گے اور ہر وہ شے جس کو آپ دیکھتے اور سنتے ہیں بذات خود اپنے خالق کے وجود پر دلیل قطعی ہے پس اللہ سے بڑھ کر کس کی دلیل ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے وجود پر کثیر دلائل ہیں۔

سوال نمبر 3: ان تمام موجودات جو کہ پہلے معدوم تھے ان کے محدث ہونے پر کیا دلیل ہے؟

جواب: اس پر دو طرح سے دلیل دی گئی ہے:

وجہ الاول: یہ تمام موجودات متغیرۃ الصفات ہیں حرکات وسکنات کے ذریعے یا اس کے علاوہ ان کی صفات بدل جاتی ہیں اور ان پر ایسے امور جاری ہوتے ہیں جو پہلے نہ تھے بعد میں آئے، یہ چیزیں موجودات کے قدیم

ہونے کی نفی کرتیں ہیں اور عدم کے بعد ان پر حدوث کے جاری ہونے کا تقاضا کرتیں ہیں، اور انہیں کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے استدلال کیا جس کو رب نے قرآن میں ذکر فرمایا: فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّىْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا بولے اسے میرا رب ٹھہراتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا بولے مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّىْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِىْ رَبِّىْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّاۤلِّيْنَ پھر جب چاند چمکتا دیکھا بولے اسے میرا رب بتاتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہیں گمراہوں میں ہوتا فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّىْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِىْۤءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ پھر جب سورج جگمگاتا دیکھا بولے اسے میرا رب کہتے ہو یہ تو ان سب سے بڑا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان و زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر اور مَیں مشرکوں میں نہیں۔

جب ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں اور سورج، چاند کو ڈوبتے اور اپنی حالت سے بدلتا دیکھا تو ظاہر کیا کہ یہ چیزیں محدث ہیں اور اس کے ذریعے ان کے حادث ہونے پر استدلال کیا۔

وجہ الثانی: ہر شخص اپنے بارے میں جانتا ہے کہ وہ پہلے نہ تھا بعد میں وجود میں آیا اور اس بات کا اپنے علاوہ اشیاء میں بھی مشاہدہ کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسٰنِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا بے شک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا، نیز دوسرے مقام پر فرماتا ہے: وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ترجمہ کنزالایمان: اور میں نے تو اس سے پہلے تجھے اس وقت بنایا جب تو کچھ بھی نہ تھا، اسی طرح ہر شخص نباتات میں بھی مشاھدہ کرتا ہے جو عدم کے بعد پائے جاتے ہیں چنانچہ اللہ فرماتا ہے: وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۤءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ترجمہ کنز

الایمان اور توزمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تر و تازہ ہوئی اور ابھر آئی اور ہر رونق دار جوڑا اُگالائی۔

اعتراض: آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستارے کو فرمایاھذا ربی یہ میرا رب ہے اس عبارت سے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کفر عود کرتا ہے ؟

جواب:اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ آپ کے بالغ اور شرع کا مکلف ہونے سے پہلے یہ کلام آپ کے بچپن میں ہوااور ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ نے یہ کلام قوم کو تنبیہ کرنے اور اپنے مقصد کو پختہ کرنے اور ان کارد کرنے کے لئے فرمایا تھا۔

سوال نمبر4: تمام مصنوعات پر کیا دلیل ہے کہ یہ اپنے صانع کے محتاج ہیں بذات خود نہیں بنیں ؟

جواب:اس کا جواب تین طرح سے دیا گیا ہے:

وجہ الاول: کسی چیز کا بذات خود بننا محال ہے کیونکہ صانع کے لئے ضروری ہے کہ وہ مصنوع سے پہلے ہو اور کوئی شے بذات خود مقدم نہیں ہو سکتی چنانچہ اللہ اس کے بطلان پر تنبیہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:اَمۡ خُلِقُوۡا مِنۡ غَیۡرِشَیۡءٍ اَمۡ ھُمُ الۡخٰلِقُوۡنَ کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں۔

دور کیا جانا آپ اپنے آپ کو دیکھ لیجئے آپ اپنے وجود سے پہلے اپنے آپ کو جانتے ہی نہیں تھے تو کیسے ممکن ہے کہ آپ خود ہی اپنے صانع ہو جائیں اسی کے بارے میں رب فرماتا ہے:مَاۤ اَشۡھَدۡتُّھُمۡ خَلۡقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَلَا خَلۡقَ اَنۡفُسِھِمۡ نہ میں نے آسمانوں اور زمین کو بناتے وقت انہیں سامنے بٹھالیا تھا نہ خود ان کے بناتے وقت۔

وجہ الثانی: تمام عالم کا عقلاً موجود ہونا اور معدوم ہونا دونوں درست ہے پس اس کا موجود ہونا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ ضروری ہے ایک ایسی ذات کا ہونا جس نے اس کے وجود کو اس کے عدم پر ترجیح دی ہو اور وہ رب کی ہی ذات ہے جیسا کہ رب فرماتا ہے:وَ رَبُّكَ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخۡتَارُ اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے۔

سوال نمبر 5: صنائع کی کتنی قسمیں ہیں نیز مثالوں سے ثابت کریں کہ مصنوعات صانع کی محتاج ہیں؟

جواب: صنائع کی دو قسمیں ہیں: (1) **وہ صنائع** جن پر بشر قدرت رکھتا ہو جیسے لکھنا اور عمارت بنانا وغیرہ۔

(2) **وہ صنائع** جن پر انسان قدرت نہیں رکھتا جیسے مادہ منی سے انسان کی شکل بنانا اور پھل کو اس کے بیج سے نکالنا وغیرہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ پہلی قسم اپنی صانع کی طرف محتاج ہے اور جب آپ کسی کتاب کو دیکھتے ہیں تو اس بات کو جان لیتے ہیں کہ اس کا کوئی نہ کوئی کاتب ضرور ہے اور جب آپ کسی عمارت کو دیکھتے ہیں تو جان لیتے ہیں کہ اس کی دیواریں اور چھت بذات خود نہیں بن گئیں، اسی طرح دوسری قسم اپنے صانع پر دلالت کرتی ہے اور اس کی دلالت پہلے کی دلالت سے زیادہ قوی بھی ہے کیونکہ ان کی کاری گری حیران کن اور اس میں حکمت کے آثار زیادہ واضح ہیں چنانچہ اللہ فرماتا ہے: مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ تو رحمٰن کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے تو نگاہ اٹھا کر دیکھ تجھے کوئی رخنہ نظر آتا ہے ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ کَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡكَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِیۡرٌ پھر دوبارہ نگاہ اٹھا نظر تیری طرف ناکام پلٹ آئے گی تھکی ماندی، اور دوسرے مقام پر اللہ فرماتا ہے: اَفَلَمۡ یَنۡظُرُوۡۤا اِلَی السَّمَآءِ فَوۡقَهُمۡ کَیۡفَ بَنَیۡنٰهَا وَ زَیَّنّٰهَا تو کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہ دیکھا ہم نے اسے کیسا بنایا اور سنوارا۔

سوال نمبر 6: موجودات کا خالق اللہ عزوجل ہی ہے اس پر دلیل بیان فرمائیں ہے؟

جواب: اس پر یہ دلیل ہے کہ اللہ کے علاوہ ان موجودات کو پیدا کرنے پر تمام مخلوق قادر ہی نہیں ہے کیونکہ ہر وہ شے جو موجود ہو وہ ضرور یا تو زندہ عاقل ہو گی **جیسے انسان** یا زندہ غیر عاقل ہو گی **جیسے جانور** یا جماد تو ہو گی مگر زندہ نہیں ہو گی **جیسے آسمان وزمین** وستارے سورج وچاند وافلاک اور طبیعتیں وغیرہ اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ زندہ اور عاقل شخص کسی انسان کی شکل منی سے بنانے پر قادر ہی نہیں اور نہ ہی پھل کو بیج سے نکالنے پر قادر ہے اور اسی طرح بقیہ انواع تخلیق پر قادر نہیں اور جب ایک زندہ عاقل قادر نہیں تو جو زندہ غیر عاقل ہو وہ

تو بدرجہ اولیٰ قادر نہیں ہو گا اور جب زندہ قادر نہیں تو مردہ کیسے قادر ہو سکتا ہے تو ثابت ہوا تمام مخلوقات کا خالق ان کی جنس میں سے نہیں بلکہ ان سے اعظم ہے اور وہ اللہ کی ہی ذات ہے۔

دوسری بات کہ تمام مخلوق جمع ہو جائیں کسی چھوٹی سی چھوٹی چیز جیسے چونٹی کو بنانے پر تو یہ اس پر بھی قادر نہیں تو جب ایک چھوٹی چیز کو بنانے پر قادر نہیں تو بڑی چیز کو بنانے پر بدرجہ اولیٰ قادر نہیں چنانچہ رب فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ لَنۡ یَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَہٗ وہ جنہیں اللّٰہ کے سوا تم پوجتے ہو ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر اکٹھے ہو جائیں، اور رب بذات خود مخلوق کو پیدا کرنے پر تنبیہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا تُمۡنُوۡنَ تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو گراتے ہو ءَاَنۡتُمۡ تَخۡلُقُوۡنَہٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡخٰلِقُوۡنَ کیا تم اس کا آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں، دوسرے مقام پر فرماتا ہے: آٰللّٰہُ خَیۡرٌ اَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ کیا اللّٰہ بہتر یا ان کے ساختہ شریک اَمَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ اَنۡزَلَ لَکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً یا وہ جس نے آسمان و زمین بنائے اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا۔ ایک اور مقام پر فرماتا ہے: وَلَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ۚ فَاَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام میں لگائے سورج اور چاند تو ضرور کہیں گے اللّٰہ نے تو کہاں اوندھے جاتے ہیں، اور ان کے علاوہ بھی آیات میں رب نے تنبیہ فرمائی ہے۔

سوال نمبر 7: اللہ کے وجود پر انبیاء کرام علیہم السلام کی خبروں سے کیسے استدلال کیا گیا ہے؟

جواب: انبیاء کرام علیہم السلام نے مخلوق کو اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی اور انبیاء کرام علیہم السلام کے ہاتھوں پر ایسے معجزات ظاہر ہوئے جن پر بشر قادر نہیں جیسے اونٹنی کو پہاڑ سے نکالنا اور عصا کو سانپ میں بدل دینا اور مردوں کو زندہ کرنا، چاند کو شق کرنا، انگلیوں سے پانی کے چشموں کا نکلنا اور اس کے علاوہ معجزات جو ان انبیاء کرام علیہم السلام کی سچائی پر دلالت کرتے ہیں لہذا جس پر ایمان لانے کی یہ دعوت دیتے ہیں اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان کی خبروں کی تصدیق کرنا لازم ہے، پھر لوگوں میں سے کچھ نے ان کی تصدیق کی اور کچھ

نے ان کو جھٹلایا(معاذ اللہ) جنہوں نے ان کو جھٹلایا اللہ تعالیٰ نے ان کو طرح طرح سے ہلاک فرمایا جس پر رب کے سواء کوئی قادر نہیں جیسا کہ رب فرماتا ہے: فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَخَذَتۡهُ الصَّيۡحَةُ ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ خَسَفۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَغۡرَقۡنَا تو ان میں کسی پر ہم نے پتھراؤ بھیجا اور ان میں کسی کو چنگھاڑ نے آلیا اور ان میں کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور ان میں کسی کو ڈبو دیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی نجات پا گئے جیسا کہ رب فرماتا ہے: ثُمَّ نُنَجِّىۡ رُسُلَنَا وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے۔

پس یہ چیزیں دلالت کرتیں ہیں ان کے اقوال کے صحیح ہونے اور جس رب کی طرف انہوں نے دعوت دی ہے اس کے صحیح ہونے پر۔

اللہ فرماتا ہے: فَقَدۡ كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوۡدُ: اور اگر یہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں تو بیشک ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود وَقَوۡمُ اِبۡرٰهِيۡمَ وَقَوۡمُ لُوۡطٍ اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم وَّاَصۡحٰبُ مَدۡيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوۡسٰى فَاَمۡلَيۡتُ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ثُمَّ اَخَذۡتُهُمۡ ۚ فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيۡرِ: اور مدین والے اور موسیٰ کی تکذیب ہوئی تو میں نے کافروں کو ڈھیل دی پھر انہیں پکڑا تو کیسا ہوا میرا عذاب۔ اور ان کے علاوہ سابقہ امتوں کے واقعات وغیرہ ان کے سچا ہونے پر دال ہیں اور قرآن میں جو انبیاء کرام علیہم السلام کی خبریں دی گئی ہیں سب اسی معنیٰ کا فائدہ دیتی ہیں اور یہ قرآن میں کثیر ہیں، اور اس مسلک کی درستگی پر فرعون کے جادوں گروں کا ایمان لانا بھی دلالت کرتا ہے جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کو دیکھا۔

سوال نمبر8: انبیاء کرام علیہم السلام کی اخبار و واقعات تو ہمیں شارع کے بتانے سے معلوم ہوئے ہیں ہم تو مان لیتے ہیں لیکن جو شریعت کا ہی منکر ہو اس پر یہ کیسے حجت ہوں گے ؟

جواب: اس کا جواب دو طرح سے دیا گیا ہے:

وجہ اول: انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اور جنہوں نے ان کو جھٹلایا ان کی ہلاکت وغیرہ جو ہمیں شارع کی طرف سے یا ان کے علاوہ سے معلوم ہوئیں یہ چیزیں امور عظام سے ہیں جو کہ مخفی نہیں ہیں اور اللہ نے ان کو قرآن اور اس کے علاوہ وہ کتب جن کو نازل فرمایا ان میں بھی ذکر فرمایا اور ان کو کئی امتوں نے اہل کتاب اور حکماء و مؤرخین و شعراء اور ان کے علاوہ سے نقل کیا ایسا نقل جو مشہور و مستفیض بھی ہے، اور اسی طرح ان کے آثار بھی ان اخبار کی گواہی دیتے ہیں جیسا کہ رب فرماتا ہے: قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ تم فرماد و زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے : وَعَادًا وَّ ثَمُوْدَا وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِم اور عاد اور ثمود کو ہلاک فرمایا اور تمہیں ان کی بستیاں معلوم ہو چکی ہیں۔ ایک اور مقام پر فرماتا ہے : وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا اور ضرور یہ ہو آئے ہیں اس بستی پر جس پر بُرا برساؤ برسا تھا تو کیا یہ اسے دیکھتے نہ تھے۔ پس اس پر جو شریعت کا منکر ہے اور جو نہیں ہے دونوں پر ان دلائل باہرہ سے حجت قائم ہو گئی۔

دوسری وجہ: ہم ان اخبار میں شارع کی سچائی پر ایسی دلیل قطعی قائم کریں گے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی اخبار کی تصدیق کرنا ہی لازم ہو جائے گا پس ہمارا استدلال صحیح کہلائے گا۔

سوال نمبر 9: فطرت سلیمہ اللہ کے وجود پر کیسے دلالت کرتی ہے؟

جواب: فطرت سلیمہ بھی اللہ کے وجود پر دلالت کرتی ہے اور فکر تو اس کے وجود پر بداھۃً دلالت کرتی ہے کہ ہر انسان اپنے اندر عبودیت کی محتاجگی کو پاتا ہے اور اپنے آپ کو قہر ربوبیت کے ماتحت محسوس کرتا ہے اور یقینی طور پر جانتا ہے کہ اس مملکت عظیمہ کے لئے ایک عظم بادشاہ کا ہونا ضروری ہے اور اس محکم تدبیر کے لئے ایک مدبر حکیم کا ہونا ضروری ہے چنانچہ رب فرماتا ہے: فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لئے ایک اکیلے اسی کے ہو کر اللہ کی ڈالی ہوئی بِنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔

سوال نمبر 10: ہر شخص کونسی فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے حدیث یا قرآن سے کوئی دلیل بیان فرمائیں؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل مولود یولد علی الفطرۃ اوراسی معنی کی طرف رب اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: وَاِذۡ اَخَذَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَنِىۡۤ اٰدَمَ مِنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَاَشۡهَدَهُمۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ‌ ۚ اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ‌ ؕ قَالُوۡا بَلٰى ۛۚ شَهِدۡنَا اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے انکی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا، کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے۔ اور نفوس کو اللہ کی معرفت سے اسی فطرت پر پیدا کیا گیا ہے رسولوں نے اپنی قوم سے کہا: قَالَتۡ رُسُلُهُمۡ اَفِى اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے۔ اور اگر کوئی خوشی کی حالت میں رب سے غافل ہو بھی جائے تو تنگ دستی میں اسی ذات کی طرف رجوع کرتا ہے چنانچہ رب فرماتا ہے: وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوۡا رَبَّهُمۡ مُّنِيۡبِيۡنَ اِلَيۡهِ اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے، اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے: قُلۡ مَنۡ يُّنَجِّيۡكُمۡ مِّنۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ تَدۡعُوۡنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفۡيَةً تم فرماؤ وہ کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے جنگل اور دریا کی آفتوں سے جسے پکارتے ہو گڑگڑا کر اور آہستہ۔

فصل ثانی

توحید کے بارے میں ہے اور ہمارے قول لا الہ الا اللہ کا یہ ہی معنی ہے۔

تمہید: اللہ ایک معبود ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور نہ کوئی اس کا شریک ہے اور نہ ہی اس کی کوئی نظیر اور نہ اس کے لئے کوئی بیٹا و باپ ہے اور نہ کوئی زوجہ جیسے کہ رب لم یزل فرماتا ہے: قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اَللّٰهُ الصَّمَدُ اللہ بے نیاز ہے لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر کئی طرح سے دلائل ہیں جن کی طرف قرآن نے رہنمائی کی ہے پس توحید کو ثابت کرنے میں اللہ کے بیان کرنے کے بعد اس سے بڑھ کر کس کا بیان ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر11: اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: اس پر تین طرح سے دلائل دیئے گئے ہیں:

وجہ اول: ہر وہ شے جو مخلوق ہے اس کو خالق واحد نے پیدا فرمایا ہے کیونکہ فعل واحد دو فاعلوں سے صادر نہیں ہو سکتا تو ثابت ہوا خالق واحد ہی ہے اور وہ اللہ ہی ہے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْــٴًـا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ اور لوگوں نے اس کے سوا اور خدا ٹھہرا لئے کہ وہ کچھ نہیں بناتے اور خود پیدا کئے گئے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرماتا ہے: قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ اَرُوْنِیْ مَا ذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اپنے وہ شریک جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاو انہوں نے زمین میں سے کونسا حصّہ بنایا یا آسمانوں میں کچھ ان کا ساجھا، ایک اور مقام پر فرماتا ہے: هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَا ذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے مجھے وہ دکھاؤ جو اس کے سوا۔

وجہ ثانی: اللہ کے علاوہ ہر موجود شے پر "**دلیل**" دلالت کرتی ہے کہ وہ محدث مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا ہے اور جو مخلوق ہو وہ نہ خالق کا شریک ہو سکتی اور نہ ہی خالق کے مثل و مماثل ہو سکتی ہے کیونکہ مخلوق کی حیثیت بندگی کی ہے خالق جیسے چاہے ان کو پیدا فرمائے اور جیسے چاہے ان کو ہلاک فرمائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا: قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا اور رب چاہوں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے۔

سوال نمبر12: خدا ایک ہی ہے دوسرا نہیں ہو سکتا اس پر دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: اگر ہم دو خدا فرض کریں پس ان میں سے ایک ارادہ کرے گا کسی شخص کے مرنے کا اور دوسرا خدا اس شخص کے زندہ رہنے کا یا ان میں سے ایک جسم کے حرکت کرنے کا ارادہ کرے گا اور دوسرا اس جسم کے

ساکن رہنے کا ارادہ کرے گا تو یہ تین حال سے خالی نہ ہو گا یا تو ہر ایک کا ارادہ نافذ ہو گا یا نہیں ہو گا اگر ہو گا تو پھر دو حال سے خالی نہ ہو گا یا تو ایک کا ہو گا اور ایک کا نہیں ہو گا،

(1) بہر حال اگر دونوں کا نافذ ہو تو یہ محال ہے کیونکہ ایک ہی شخص زندہ و مردہ نہیں ہو سکتا اور اسی طرح حرکت و سکون دونوں جمع نہیں ہو سکتی۔

(2) ان میں سے کسی کا بھی ارادہ نافذ نہ ہو تو یہ نافذ نہ ہونا ان دونوں کو عجز و کمی کی طرف لے جائے گا جو کہ محال ہے کیونکہ کسی شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ یا تو مردہ ہو یا زندہ ہو اسی طرح جسم یا تو متحرک ہو گا یا ساکن ہو گا

(3) کسی ایک کا نافذ ہو دوسرے کا نہ ہو تو جس کا نافذ ہو گا وہی خدا ہو گا جس کا نافذ نہیں ہو گا وہ خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ مغلوب و مقہور ہے تو ثابت ہوا الہ ایک ہی ہے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: لَوْکَانَ فِیْہِمَاۤ اٰلِہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا اگر آسمان و زمین میں اللّٰہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے: قُلْ لَّوْکَانَ مَعَہٗۤ اٰلِہَۃٌ کَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا تم فرماؤ اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسا یہ بکتے ہیں جب تو وہ عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ ڈھونڈ نکالتے۔

اگر ہم دو خدا فرض کریں تو ان میں سے ہر ایک اپنی مخلوق کے ساتھ منفرد ہو گا لیکن ہم مخلوق کو دیکھتے ہیں کہ تمام کی تمام مخلوق کا آپس میں ایک ربط ہے اور یہ جاری ہے ایک محکم تدبیر و تقدیر پر، یہی بات دلالت کرتی ہے کہ مخلوقات کا خالق و مالک و مدبر ایک ہی ہے اور وہ خدا ہے۔

سوال نمبر 13: مخلوق کا آپس میں ارتباط بیان فرمائیں؟

جواب: مخلوقات کا آپس میں ارتباط کچھ یوں ہے کہ انسان اور بقیہ تمام حیوان غذا پاتے ہیں زمین سے نکلنے والی نباتات سے اور نباتات غذا پاتیں ہیں آسمان سے نازل ہونے والی بارش سے، (وہ بارش تب ہوتی ہے) جب ہوا جاری ہوتی ہے تو ہوا بادلوں کو لے کر آتی ہے اور سورج و چاند فلک میں ایک مخصوص ترتیب پر گھومتے ہیں ان

دونوں میں کئی منافع ہیں جیسے پھلوں کا پکنا اور رات دن کا آنا، موسموں کا بدلنا، سالوں مہینوں کی پہچان وغیرہ جب آپ ان میں غور و فکر کریں گے تو واضح ہو جائے گا یہ سب واحد قہار کی قدرت سے مسخر ہیں۔

سوال نمبر 14: ایک شہر میں دو متصرف نہیں ہو سکتے اس کو کس سے تشبیہ دی گئی ہے ؟

جواب: ایک ہی شہر میں دو متصرّف بادشاہوں کا ہونا درست نہیں اس کو تشبیہ دی گئی ہے اس بات سے کہ جب ایک شہر میں دو متصرف نہیں ہو سکتے عالم جو کہ انتظام و ارتباط میں شہر کی مثل ہے اس کے لئے دو خدا کیسے ہو سکتے ہیں لہٰذا معلوم ہوا خدا ایک ہی ہے اور وہ اللہ ہی ہے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ مِنۡ وَّلَدٍ وَّمَا کَانَ مَعَہٗ مِنۡ اِلٰہٍ اِذًا لَّذَہَبَ کُلُّ اِلٰہٍۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعۡضُہُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ اللہ نے کوئی بچہ اختیار نہ کیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق لے جاتا اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی تَعَلّی چاہتا۔

سوال نمبر 15: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اپنا عقیدہ اور نصاریٰ کا عقیدہ بیان فرمائیں؟

جواب: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جن کو رب نے حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے بغیر باپ کے پیدا فرمایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ایسے معجزات ظاہر ہوئے جو آپ علیہ السلام کی نبوت و رسالت پر دلالت کرتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمایا جیسے آپ علیہ السلام کا پنگوڑے میں کلام کرنا اور مردوں کو زندہ کرنا وغیر ذلک سب کے سب اللہ کے اذن و قدرت سے واقع ہوئے ہیں۔

نصاریٰ کا مذہب: نصاریٰ نے آپ علیہ السلام کے معاملے میں غلو کیا اور بہت سخت کفر کیا ایسا کفر جس کو عقول قبول نہیں کرتیں اور قومیں اس پر راضی نہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کفر اور اپنے باطل عقیدے سے رجوع کی دعوت بھی دی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِیۡ دِیۡنِکُمۡ وَلَا تَقُوۡلُوۡا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الۡحَقَّ ؕ اِنَّمَا الۡمَسِیۡحُ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ ۚ اَلۡقٰہَاۤ اِلٰی مَرۡیَمَ وَرُوۡحٌ مِّنۡہُ ۫ اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو اور اللہ پر نہ کہو مگر سچ مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ مریم

کی طرف بھیجا اور اس کے یہاں کی ایک روح۔ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو باز رہو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے پاکی اُسے اس سے کہ اس کے کوئی بچہ ہو اُسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کافی کارساز ہے، مزید فرمایا کہ: لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ہرگز مسیح اللہ کا بندہ بننے سے کچھ نفرت نہیں کرتا اور نہ مقرب فرشتے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو مباہلہ کی دعوت دی لیکن انہوں نے اس دعوت کا رد کر دیا کیونکہ یہ اپنے بارے میں جانتے تھے کہ یہ باطل پر ہیں اور عذاب کے نازل ہونے سے ڈرتے تھے اور ان میں جو اسلام لایا اللہ تعالیٰ نے اسے نجات دی جیسے نجاشی وغیرہ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نصاریٰ کے اقوال مختلف ہیں نہ یہ حقیقت حال کو جانتے ہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی ایسی دلیل کہ جس پر اعتماد کیا جاسکے، انہوں نے اپنے دین فاسد کو غیر ثقہ لوگوں سے لیا اور اپنے دین کی بنیاد جھوٹ اور خوابوں اور ایسے امور پر رکھی جو درست نہیں ہیں اسی وجہ اللہ نے ان کو ضالین کے نام سے موسوم فرمایا۔

سوال نمبر 16: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نصاریٰ کے کتنے فرقے تھے نیز وہ کیا عقیدہ رکھتے تھے؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نصاریٰ کے تین گروہ تھے:

(1) کچھ کہتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو ذکر فرمایا: وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا: اور بولے خدا نے اپنے لئے اولاد رکھی۔

(2)اور ان میں کچھ وہ تھے جو کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو نقل کرتے ہوئے فرمایا: لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ بے شک کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے۔

(3)اور کچھ وہ تھے جو تثلیث کے قائل تھے جیسا کہ رب فرماتا ہے: لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے۔

سوال نمبر 17: ان عیسی ولد اللہ کے بطلان پر دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: اس پر چار طرح سے دلائل دیئے گئے ہیں:

الوجہ الاول: اللہ تعالیٰ جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کرنے پر قادر ہے ایسے ہی بچے کو بغیر والد کے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ترجمہ کنز الایمان: عیسیٰ کی کہاوت اللہ کی نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے۔

الوجہ الثانی: بچے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے والد کی جنس سے ہو اور زوجہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے زوج کی قسم سے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ کی شان لیس کمثلہ شی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں بنی آدم کی قسم سے ہے لہذا یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کوئی ولد ہے اور نہ ہی کوئی زوجہ ہے ، اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہ ہی معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّہٗ صِدِّیۡقَۃٌ ؕ کَانَا یَاۡکُلٰنِ الطَّعَامَ مسیح بن مریم نہیں مگر ایک رسول اس سے پہلے بہت رسول ہو گزرے اور اس کی ماں صدیقہ ہے دونوں کھانا کھاتے تھے۔

الوجہ الثالث: بچے اور زوجہ کو حاجت کے لئے بنایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں لہذا رب نے اپنے لئے نہ کوئی بیٹا بنایا اور نہ ہی کوئی زوجہ چنانچہ رب تعالیٰ فرماتا ہے: قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبۡحٰنَہٗ ؕ ھُوَ

الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ترجمہ کنزالایمان: بولے اللّٰہ نے اپنے لئے اولاد بنائی پاکی اس کو وہی بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔

الوجہ الرابع: اللہ تعالیٰ کے سواء ہر شے جو بھی موجود ہے وہ رب کا غیر ہے کیونکہ رب نے اس کو پیدا کیا اور وجود بخشا لہذا اللہ کے لئے کوئی ولد نہیں ہو سکتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا اور رحمٰن کے لیے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب اس کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔

سوال 18: اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ کے ابطال پر دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: اس پر بھی چار طرح سے دلائل دیئے گئے ہیں:

وجہ اول: حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود رب تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے تو وہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔

وجہ ثانی: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھاتے بھی تھے پیتے بھی تھے سوتے بھی تھے الغرض آپ پر تمام امور بشریہ جاری ہوتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ ان تمام سے پاک ہے۔

وجہ ثالث: نصاریٰ نے گمان کیا کہ آپ علیہ السلام کو سولی دی گئی اور قتل کر دیا گیا جبکہ یہ قول انہ ھو اللہ کے مخالف ہے کیونکہ اللہ تو زندہ ہے اسے موت نہیں آسکتی اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹ بولا کہ ان کو سولی دی گئی اور قتل کر دیا گیا اور انہوں نے یہ باتیں یہودیوں کی من گھڑت باتوں سے لیں، چنانچہ اللہ فرماتا ہے: وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ اور اُن کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللّٰہ کے رسول کو شہید کیا اور ہے یہ کہ انہوں نے نہ اُسے قتل کیا اور نہ اُسے سولی دی بلکہ ان کے لئے اُس کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا۔ اور دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ: یاد کرو جب اللّٰہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا۔ اور پھر مزید ہٹ دھرمی کہ صلب کے بارے میں جھوٹ کی بنیاد پر صلیب کی عبادت کو گڑھ لیا جبکہ ان کا دین باطل ہے اور ایسے

باطل پر مبنی جو ایک اور باطل پر قائم ہے،اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور ان کی صلیب کو توڑیں گے۔

وجہ رابع: حضرت عیسیٰ علیہ السلام چھوٹے تھے پھر بڑے ہوئے جبکہ اللہ اس سے پاک و منزہ ہے۔

سوال نمبر 19: ان اللہ ثالث ثلاثۃ کے ابطال پر دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: اس کے ابطال پر تین طرح سے دلائل دیئے گئے ہیں:

وجہ اول: توحید کے تمام دلائل اور دو خداؤں کے محال ہونے پر جو دلائل ہم ذکر کر چکے۔

وجہ ثانی: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ رب کی عبادت کرتے اور نماز پڑھتے نیز روزے بھی رکھتے تھے اگر یہ خود معبود ہوتے تو غیر کی عبادت نہ کرتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بذات خود اللہ کے رب ہونے کا بھی اعتراف کیا ہے چنانچہ خالق کائنات فرماتا ہے: وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اور مسیح نے تو یہ کہا تھا اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب اور تمہارا رب۔ اسی طرح انجیل جو ان کے ہاتھوں میں ہے اس میں بھی یہ باتیں موجود ہیں۔

وجہ ثالث: کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ پر امور بشریہ جاری ہوتے تھے جو کہ رب پر جاری نہیں ہوتے بلکہ رب تو ان سے پاک ہے۔

سوال نمبر 20: بتوں کی عبادت کرنے والوں کا کتنی طرح سے رد کیا گیا ہے؟

جواب: بتوں کی عبادت کرنے والوں کا چار طرح سے رد کیا گیا ہے:

الوجہ الاول: بت محدث ہیں کیونکہ ان کی پوجا کرنے والوں نے ان کو اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اور جو محدث ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈانٹا اپنے اس قول کے ذریعے : قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ فرمایا کیا اپنے ہاتھ کے تراشوں کو پوجتے ہو وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔

الوجہ الثانی: بت صفات ربانیہ کے ساتھ متصف نہیں ہیں جیسے حیات وعلم وقدرت وغیرہ اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا سے فرمایا: اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْــٴًـا جب اپنے باپ سے بولا اے میرے باپ کیوں ایسے کو پوجتا ہے جو نہ سنے نہ دیکھے اور نہ کچھ تیرے کام آئے۔ دوسرے مقام پر اللہ فرماتا ہے: قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جنہیں تم اللّٰہ کے سوا پوجتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا وہ اس کی بھیجی تکلیف ٹال دیں گے یا وہ مجھ پر مہر فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کی مہر کو روک رکھیں گے۔

الوجہ الثالث: ان بتوں پر فناء وکمزوری طاری ہوتی ہے جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تاکہ ان کی قوم پر اس کے ذریعے حجت قائم ہو جائے اور جب مکہ فتح ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو اس گھر کے ارد گرد کئی بت سیسے کے ساتھ بندھے ہوئے تھے پس نبی کریم ﷺ اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی سے ان بتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے جاتے حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل نے مٹنا ہی تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کو چہرے کے بل اور کسی کو گدی کے بل گراتے رہے یہاں تک کہ کوئی بت باقی نہ رہا سب کو گرا دیا۔

الوجہ الرابع: دلائل توحید جن کو ہم نے پہلے ذکر کر دیا۔

سوال نمبر21: مجوسیوں کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: مجوسی کہتے ہیں کہ بھلائی نور سے پیدا ہوتی ہے اور برائی ظلمت سے پیدا ہوتی ہے۔

سوال نمبر22: مجوسیوں اور سورج وآگ کو پوجنے والوں کا رد کتنی طرح سے کیا گیا ہے

جواب: ان کا دو طرح سے رد کیا گیا ہے:

وجہ اول: دلائل توحید جن کو ہم نے بیان کر دیا۔

وجہ ثانی: سورج وچاند، ستارے نور، ظلمت وغیرہ ان تمام میں کاریگری کا اور حدوث کے دلائل کا اثر ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورج وچاند وغیرہ کے ڈوبنے کے ذریعے ان کے خدا نہ ہونے پر استدلال کیا اور ان پر تغییر کا جاری ہونا کسوف وغیرہ کے ذریعے اگر آپ ان میں غور وفکر کریں گے تو آپ کے لئے ان کا حادث ومحتاج ہونا ظاہر ہو گا اور جو ایسا ہو وہ نہ خدا ہو سکتا ہے اور نہ ہی حوادث میں سے کسی شے کا فاعل بن سکتا ہے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ سب خوبیاں اللہ کو جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کیا اس پر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ دوسرے مقام پر اللہ فرماتا ہے: لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا اگر تم اس کے بندے ہو۔ ایک بات یہ بھی کہ ان کے دعوی پر کوئی دلیل نہیں گویا کہ ان کا دعویٰ ھباء منثورا ہے۔

سوال نمبر 23: جو لوگ طبیعت کے مؤثر ہونے کے قائل ہیں ان کا کتنی طرح سے رد کیا گیا ہے؟

جواب: ان کا دو طرح رد کیا گیا ہے:

وجہ اول: پہلی بات یہ کہ **"طبیعت"** حیات وقدرت اور ارادہ سے متصف نہیں ہے لہذا کسی فعل کی طبیعت کی طرف نسبت کرنا مناسب نہیں۔

وجہ ثانی: اشیاء کا مختلف ہونا طبیعت کے غیر مؤثر ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ طبیعت ایک نوع سے ہی صادر ہوتی ہے آپ اللہ کے اس فرمان میں غور فکر کریں: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے پھل نکالے رنگ برنگ۔ دوسری جگہ فرماتا ہے: یُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر کرتے ہیں۔

فصل ثالث

اللہ تعالیٰ کی صفات کو ثابت کرنے کے بارے میں ہے

تمہید: اللہ سبحانہ وتعالیٰ حی لایموت اور ہر شے سے پہلے اور ہر شے کے فناء ہونے کے بعد اسی کی ذات کو بقاء ہے اور ہر شے کو جاننے والا ہے پوشیدہ و مخفی چیزوں کو بھی جانتا ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ اللہ پر کچھ چھپا نہیں زمین میں نہ آسمان میں۔ اور کائنات کا ارادہ فرمانے والا ہے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ بیشک تمہارا رب جب جو چاہے کرے۔ اور ملکوت میں ہر شے اسی کے فیصلے وقدرت ومشیت سے جاری ہوتی ہے وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جس کو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا اور وہ ہر چاہے پر قادر ہے اور وہ متکلم و بصیر و سمیع ہے ہر شے کو سنتا و دیکھتا ہے۔

سوال نمبر 24: اللہ تعالیٰ کی صفات کو ثابت کرنے پر کتنی طرح سے دلائل دیئے گئے ہیں؟

جواب: ان صفات کو ثابت کرنے پر تین طرح سے دلائل دیئے گئے ہیں:

وجہ اول: یہ صفات کمال و جلال کی صفات ہیں اور ان کی ضدیں صفات نقص ہیں جیسے عجز وجہالت وغیرہ اور یہ بات واضح ہے کہ اللہ نقائص سے متصف نہیں ہو سکتا کہ وہ ان سے پاک ہے لہذا ضروری ہے کہ ان نقائص کی اضداد سے متصف ہو اور وہ صفات کمال و جلال ہیں چنانچہ اللہ فرماتا ہے: وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰہِ مَا یَکْرَھُوْنَ اور اللہ کے لئے وہ ٹھہراتے ہیں جو اپنے لئے ناگوار ہے۔ خلاصہ کلام ہر وہ صفت جس کو بندہ اپنے لئے ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے اور اعلیٰ صفات سے موصوف ہے۔

سوال نمبر 25: صفات کے اثبات پر دوسری دلیل دیتے ہوئے صفات سبعہ کو مع آیات کے بیان کریں؟

جواب: **دوسری دلیل یہ ہے** کہ ان صفات کو شرع نے بیان کیا ہے لہذا ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔

اللہ نے اپنے وصفِ حیات کے بارے میں فرمایا: وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا۔

اور علم کے بارے میں فرمایا: وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

ارادے کے بارے میں فرمایا: اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ بیشک تمہارا رب جب جو چاہے کرے۔

قدرت کے بارے میں فرمایا: وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

کلام کے بارے میں فرمایا: وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا اور اللہ نے موسٰی سے حقیقتاً کلام فرمایا۔

سمع و بصر کے بارے میں فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

اسی طرح قرآن میں کثیر مقامات پر ان صفات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

سوال نمبر 26: ہر صفت پر اس کی دلیل کے ذریعے کیسے استدلال کیا گیا ہے؟

جواب: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مصنوعات محکم کاری گری والی ہیں اور اس کی مخلوق پیدائش میں پختہ ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: اَلَّذِیْٓ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَہٗ وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی۔

اللہ تعالیٰ کا مخلوق میں تصرف کرنا اور ملکوت کی تدبیر کرنا اور اس کا زمین و آسمان کی حفاظت کرنا اللہ تعالیٰ کی حیات پر دلالت کرتا ہے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا۔

قیوم کا معنی ہے: جو قدرت و احاطے کے اعتبار سے ہر شے پر قائم ہو۔

اللہ تعالیٰ کی کاریگری اس کی قدرت پر دلالت کرتی ہے اللہ اس پر تنبیہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّ صِھْرًا ؕ وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کی اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے: لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۚ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت جِلاتا ہے اور مارتا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

اور اللہ کا انسان کو پختہ بنانا اللہ کے علم و بصر پر دلالت کرتا ہے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا۔

اور اللہ تعالیٰ کا انسان کو اشکال و ازمان کے ساتھ خاص کرنا اس کے ارادے پر دلالت کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنٰثًا وَّ یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے: وَ رَبُّکَ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخۡتَارُ اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا کتب کو نازل کرنا اور اس کا امر و نہی کرنا اس کے کلام پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: فَاَجِرۡهُ حَتّٰی یَسۡمَعَ کَلٰمَ اللّٰهِ تو اسے پناہ دو کہ وہ اللّٰہ کا کلام سنے۔

اور اللہ تعالیٰ کا دعاؤں کو قبول کرنا اس کی سماعت پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاهُ یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے۔

سوال نمبر 27: اسماء حسنی کے متعلق ایک آیت اور اس کی فضیلت پر کوئی حدیث بیان فرمائیں؟

جواب: اسماء حسنی اور بلند صفات اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بیان کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو بیان فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ لِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی فَادۡعُوۡهُ بِهَا اور اللّٰہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اسے ان سے پکار وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ تسعۃ و تسعین اسما ، من احصاھا دخل الجنۃ جو اللہ کے 99 نام یاد کرلے اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

فصل رابع

اللہ تعالیٰ کے نقائص سے پاک ہونے کے بارے میں ہے

تمہید: بیشک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے ہی جلال اعظم اور کمال مطلق ہے وہی ہر عیب سے منزہ اور ہر نقص سے مبرا ہے ہمارے قول سبحان اللہ کا یہ ہی معنی ہے۔

سوال نمبر 28: اللہ تعالیٰ کے نقائص سے پاک ہونے کو نور المبین کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

جواب: **اللہ تعالیٰ کو نہ عجز لاحق ہوتا ہے** اور نہ ہی کمی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ وہ نہیں جس کے قابو سے نکل سکے کوئی شئے آسمانوں اور نہ زمین۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے: وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ اور بیشک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا اور تکان ہمارے پاس نہ آئی۔

لغوب کہتے ہیں: تھکاوٹ و اکتاء جانے کو۔

اللہ نہ غافل ہوتا ہے اور نہ ہی سوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔

اور اس پر نہ خطاء جاری ہوتی ہے اور نہ ہی نسیان چنانچہ اللہ فرماتا ہے: لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَ لَا يَنْسَى میرا رب نہ بہکے نہ بھولے۔

اور اللہ تمام احکام و افعال میں عادل ہے وہ نہ ظلم کرتا ہے اور نہ ہی زیادتی کرتا ہے، ہر نعمت اس کی طرف سے فضل اور ہر سختی اس کی طرف سے عدل ہے کیونکہ وہ ہر شے کا مالک ہے اور مالک کو اختیار ہے اپنے ملک میں جو چاہے کرے اور اپنے بندوں میں جیسے چاہے تصرف کرے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔

اور نہ اللہ تعالیٰ کسی کے مشابہ ہے اور نہ کوئی شے اللہ تعالیٰ کے مشابہ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ تمہاری نسل پھیلاتا ہے اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔

سوال نمبر 29: قرآن و حدیث میں ایسے الفاظ جو ظاہری طور پر تشبیہ کا وہم دیتے ہیں ان کے متعلق بندہ مؤمن کا کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

جواب: قرآن و حدیث میں ایسے الفاظ آئے ہیں جو ظاہری طور پر تشبیہ کا وہم دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى وہ بڑی مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے

۔اور حدیث نزول (اللہ ہر رات آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے) وغیرہ ان مقامات میں بندہ مومن پر لازم ہے کہ ان پر بغیر تشبیہ اور ان کو بغیر چھوڑے اور ان کی بغیر تاویل کئے ایمان لائے اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور کہہ میں اللہ ورسول کے فرمان پر اور اس معنی پر جو اللہ اور رسول نے مراد لیا اس پر ایمان لایا اور اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔

یہ تسلیم کا طریقہ سلامتی کی طرف لے جاتا ہے اور جو اس راہ پر گامزن ہوئے اور جو اس کے ساتھ متصف ہوئے اللہ نے ان کی ثناء بیان فرمائی: وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ اور اسی طریقے پر صحابہ و تابعین اور آئمہ کرام تھے اسی طرح **امام اعظم** و امام احمد بن حنبل و امام شافعی و امام مالک و حضرت سفیان و ابن مبارک رحمہم اللہ وغیرہ جن کی اقتداء اور ان کے طریقے کی اتباع لازم ہے سب اسی عقیدے پر تھے اور یہ سب متشابہات کے بارے میں یہ ہی عقیدہ رکھتے تھے۔

قاعدہ ثانیہ کی فصل اول

اثبات نبوات کے بارے میں ہے

تمہید: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث فرمایا اور رسولوں کو مخلوق کی طرف بھیجا اور ان پر کتب کو نازل فرمایا اور ان کو تمام لوگوں پر فضیلت بخشی اور ان میں بعض کو بعض پر فضیلت سے نوازا اور ان میں سے بعض کا ذکر قرآن میں فرمایا اور بعض کا نہیں فرمایا، ان میں سب سے اول ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی خاتم النبیین امام الانبیاء ﷺ ہیں، اور دعوی نبوت میں ان کے سچے ہونے پر وہ معجزات و خوارق عادت دلالت کرتے ہیں جو ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں جسے بے مثل نشانیاں نہ دی گئی ہوں کہ اس پر بشر ایمان لائے۔

سوال نمبر 30: انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث کرنے کی کیا حکمتیں ہیں؟

جواب: انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث کرنے کی کئی حکمتیں ہیں ان میں سے یہاں پر تین حکمتیں بیان کی گئی ہیں:

وجہ اول: لوگوں کی عقلیں مختلف تھیں اور ان کے مذاہب جدا جدا تھے پس اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث فرمایا تاکہ لوگوں کے لئے واضح کردیں ان چیزوں کو جن میں یہ اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۟ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لوگ ایک دین پر تھے پھر اللّٰہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری کہ وہ لوگوں میں ان کے اختلافوں کا فیصلہ کردے۔

وجہ ثانی: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا اور ان کے لئے احکام شرع، امر و نہی بیان فرمائیں تاکہ بندے ان پر عمل کریں اور انبیاء کرام کو اپنے اور بندوں کے مابین واسطہ بنایا تاکہ انبیاء کرام ان تک احکام شرع کو پہنچائے اگر اللہ انبیاء کرام کو مبعوث نہ فرماتا تو مخلوق ضرور گمراہ ہو جاتی اور اللہ کی کیسے عبادت کرنی ہے نہ جان پاتے اور کن کاموں کو کرنا ہے اور کن کو چھوڑنا ہے ان کو نہ جان سکتے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر خوشی اور ڈر سناتے۔ اور اسی وجہ سے مخلوق پر رسولوں کی اطاعت کو اللہ نے لازم کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللّٰہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے۔

وجہ ثالث: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث فرمایا تاکہ مخلوق پر حجت قائم ہو جائے اور ان کے عذروں کو ختم کر دے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے: رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے کہ رسولوں کے بعد اللّٰہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے۔ اسی وجہ سے اللہ آخرت میں فرمائے گا: يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِیْ

وَ یُنۡذِرُوۡنَکُمۡ لِقَآءَ یَوۡمِکُمۡ ھٰذَا جنوں اور آدمیوں کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں کے رسول نہ آئے تھے تم پر میری آیتیں پڑھتے اور تمہیں یہ دن۔

فصل ثانی

خاتم النبیین سید المرسلین خیر الاولین و الآخرین رحمت العالمین ابو القاسم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ھاشم نبی امی عربی قرشی صلی اللہ علیہ وسلم وبارک ترحم وشرف وکرم کی نبوت کو ثابت کرنے کے بارے میں ہے۔

تمہید: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا چاہے وہ عربی ہو یا عجمی اور جنوں کی طرف بھی مبعوث فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:قُلۡ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔

اور تمام لوگوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہونا لازم کر دیا اور وہ دین اسلام ہے جس کے علاوہ کسی دین کو رب قبول نہیں فرماتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلٰمِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ وَھُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہوگا۔ اور آپ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔ بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی صحت پر کثیر ہا کثیر دلائل ہیں۔

سوال نمبر 31: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی صحت پر پانچ انواع کو مختصر بیان فرمائیں؟

جواب: نوع اول: قرآن مجید جس کو اللہ نے آپ پر نازل فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:لَّا یَاۡتِیۡہِ الۡبٰطِلُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ لَا مِنۡ خَلۡفِہٖ ؕ تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ حَکِیۡمٍ حَمِیۡدٍ باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے اتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کا۔

نوع ثانی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر جو معجزات باہرہ اور آیات ظاہرہ ظاہر ہوئیں "اور یہ کثیر ہیں" بعض علماء کرام نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد ایک ہزار تک ہے اور بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو جتنے بھی معجزات عطا فرمائے وہ سب آپ کو عطا فرمائے جو ان کی مثل تھے یا ان سے بہتر۔

نوع ثالث: اللہ نے آپ کو جو فضائل عظیمہ اور شمائل کریمہ عطا فرمائے ان سے استدلال کرنا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے جو سیر جمیلہ اور مناقب جلیلہ جمع فرمائے جن کو اللہ اپنے محبوب ومکرم بندوں کے لئے ہی جمع فرماتا ہے۔

نوع رابع: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جو علامات ظاہر ہوئیں ان سے استدلال کرنا۔

نوع خامس: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ظاہری کے بعد جو علامات ظاہر ہوئیں ان سے استدلال کرنا

سوال نمبر32: قرآن کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صحت پر کتنی طرح سے دلالت کرتا ہے؟

جواب: قرآن کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صحت پر دس طرح سے دلالت کرتا ہے۔

وجہ اول: قرآن کریم کا فصیح اور اس کا عظیم ہونا جس کے ذریعے یہ تمام لوگوں کے کلام سے ممتاز ہے اور عرب میں سے جس نے بھی اس کو سنا وہ اس کا معترف ہوا اور اسی طرح قرآن کا انداز آیات کے قطعی اور تالیف کے اچھے ہونے کے حوالے سے اور بعض علماء نے تو اس کی نظم کو دوسری وجہ شمار کیا جو کہ فصاحت پر زائد ہے۔

وجہ ثانی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کو قرآن کی مثل لانے کی طرف دعوت دی تو وہ اس کو لانے سے عاجز ہوئے اور کچھ بھی نہ لا سکے باوجود اس کے کہ قرآن کے معارضے پر ابھارنے والے وافر تھے اس کی تکذیب پر لالچی تھے اور عرب والے اپنے زمانے میں فصیح وبلیغ بھی تھے اگر اس کی مثل لانے پر قادر ہوتے تو ضرور بجالاتے اور اپنے لئے قتل وقید اور اپنی اولاد کا قید ہونا اور اموال کا ضیاع وغیرہ پسند نہ کرتے یعنی جنگوں

وغیرہ کی ضرورت نہ پڑتی ایمان لے آتے پس یہ چیزیں بشر کے اس پر قادر نہ ہونے پر دلالت کرتیں ہیں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: وَاِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ ۪ وَادۡعُوۡا شُہَدَآءَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائتیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اس پر قادر نہ ہونے کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا: قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰۤی اَنۡ یَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا یَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِہٖ وَلَوۡ کَانَ بَعۡضُھُمۡ لِبَعۡضٍ ظَہِیۡرًا تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

وجہ ثالث: گزری ہوئی امتوں کی خبریں اور انبیاء کی حکایات اور ان کے علاوہ کی جو اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعے ہی معلوم ہوئی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تِلۡکَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَیۡبِ نُوۡحِیۡہَاۤ اِلَیۡکَ ۚ مَا کُنۡتَ تَعۡلَمُہَاۤ اَنۡتَ وَلَا قَوۡمُکَ مِنۡ قَبۡلِ ھٰذَا یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے۔

وجہ رابع: قرآن کریم میں جو دین کے عقائد متعلق بیان کیا گیا جیسے اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور دار آخرت کے احوال اور ان پر دلائل قائم کرنا اور اصناف امم کا دلائل قطعیہ سے رد کرنا وغیر ذلک جن کے ادراک سے عقل عاجز ہے جن تک فقط اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعے ہی پہنچا جا سکتا ہے۔

وجہ خامس: اور احکام شرع کو بیان فرمایا اور اس میں حلال و حرام کو واضح فرمایا اور ایسے اچھے اخلاق جن میں دنیا و آخرت کی بہتری کو جمع فرمایا ان کی طرف رہنمائی فرمائی۔

وجہ سادس: قرآن کریم کا تغیر و تبدیلی سے محفوظ ہونا بخلاف بقیہ کتب کے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

وجہ سابع: قرآن کا آسانی سے یاد ہو جانا یہ تو مشاھدے سے معلوم ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

وجہ ثامن: اور قرآن کریم کے پڑھنے اور سننے والے کا اس کے کثرت تکرار سے نہ اکتانا۔

وجہ تاسع: اور قرآن کریم میں جو اوراد و وظائف و تعویذ بیان کئے گئے ہیں جن سے امراض و آفات سے شفاء ملتی ہے جیسے کہ حدیث میں بچھو کے ڈنگ کا سورت فاتحہ سے علاج بتایا گیا اور حدیث پاک میں آیا کہ سورت حشر کی آخری آیات سوائے موت کے ہر بیماری سے شفاء ہیں۔

سوال نمبر 33: قرآن کریم میں جو غیب کی خبریں دیں گئیں ہیں ان میں سے تین کو ذکر فرمائیں؟

جواب: قرآن کریم نے ان غیوب کی خبریں دیں ہیں جو اس وقت واقع نہیں ہوئیں تھیں بعد میں اسی کے مطابق واقع ہوئیں جیسا کہ قرآن نے بیان کیا: لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے: لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بیشک تم ضرور مسجدِ حرام میں داخل ہوگے۔ اور اسی طرح لوگوں کے اسرار اور ان کے اسرار قلوب کی خبر بھی دی چنانچہ اللہ فرماتا ہے: وَیَقُوْلُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں۔ ایک اور مقام پر فرماتا ہے: یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ کچھ یہودی کلاموں کو اُن کی جگہ سے پھیرتے ہیں۔

سوال نمبر 34: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور المبین کی روشنی میں چند معجزات بیان فرمائیں؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند معجزات یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چاند کا شق ہونا اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی انگلیوں سے پانی کے چشمے کا جاری ہونا اور تھوڑے کھانے سے کثیر لوگوں کا سیر ہو جانا اور کثیر غیوب کی خبریں دیں جو بعد میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرمان کے مطابق واقع ہوئیں اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہتھیلی میں **کنکریوں** نے تسبیح پڑھی اور **پتھر** نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سلام کیا اور **درخت** آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف متوجہ ہوا اور

آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دی اور ہرنی اور گو نے آپ ﷺ سے کلام کیا اور آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دی اور **گدھے** اور **اونٹنی** نے آپ سے کلام کیا اور **بھیڑیے** نے آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دی اور "**تنا**" رویا جب آپ سے جدا ہوا اور **بچے** نے اپنے پیدائش کے دن آپ کی نبوت کی گواہی دی اور آپ ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کو لوٹایا، اپنے لعاب دھن سے آنکھ کو حضرت قتادہ کے ڈیلے میں رکھا تو وہ آنکھ دوسری آنکھ سے بہتر ہو گئی اور اللہ نے آپ ﷺ کے لئے مردے کو زندہ فرمایا اور مردے نے آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی اور کثیر امور میں اللہ نے آپ ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا جیسے غروب ہونے کے بعد سورج کو لوٹانا اور بادلوں کا بارش برسانا اور بادلوں کو لے جانا وغیرہ۔

سوال نمبر 35: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کی کتنی اقسام ہیں تفصیلا بیان فرمائیں؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی دو اقسام ہیں:

(1) وہ معجزات جن کو ہم قطعی طور پر جانتے ہیں جیسے انشقاق قمر کیونکہ قرآن نے اس کے واقع ہونے کو بیان کیا ہے لہذا اس کے ظاہر سے بغیر دلیل کے اعراض کرنا جائز نہیں ہے اور یہ واقعہ کثیر طرق سے صحیح احادیث میں آیا ہے اسی طرح پانی کے انگلیوں سے جاری ہونے کا قصہ اور کھانے کا کثیر ہو جانا ان کو ثقہ اور کثیر تعداد نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے جم غفیر سے روایت کیا ہے اور یہ واقعات مشاھد عظیمہ اور محافل کبیرہ میں واقع ہوئے ہیں۔

(2) وہ جس کی نوع کی صحت کو ہم قطعی طور پر جانتے ہیں اس کے کثیر واقع ہونے کی وجہ سے اگرچہ ہم ان احادیث کی صحت کو قطعی نہیں جانتے جیسے غیوب کی خبریں اور دعا کا قبول ہونا وغیرہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کثیر واقع ہوئیں یہاں تک کہ ان کا مجموعہ تو قطعی ہے اگرچہ ان میں سے ہر ایک قطعی نہیں۔

سوال نمبر 36: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کریمہ بیان فرمائیں؟

جواب: آپ ﷺ کے بے شمار فضائل ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں: آپ کا شریف النسب ہونا اور صورت کا خوبصورت ہونا اور عقل کا کامل ہونا، فہم کا درست ہونا، فصیح اللسان ہونا، حواس کا قوی ہونا، علم کا کثیر ہونا، اخلاق کا اچھا

ہونا، حلم، صبر، شکر، زھد، عدل، امانت، سچائی، عاجزی، عفو، پاکدامنی، سخاوت، شجاعت، حیاء، مروت، محبت، وقار، حسنِ عہد، صلہ رحمی، شفقت، حسنِ معاشرت، حسنِ تدبیر وغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام خصالِ کمال کو جامع اور کئی اوصافِ جلال کو محیط ہیں اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجات اور انتہاء کو پہنچے ہوئے ہیں اور اہل اخبار نے ان کو بغیر اختلاف کے نقل کیا جو آپ ﷺ کی اخبار و سیرت کو پڑھے گا اس کے لئے خوب واضح ہو جائیں گے اور اللہ کا یہ ہی فرمان کافی ہے: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اور بے شک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔

سوال نمبر 37: ہرقل بادشاہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی کب تصدیق کی نیز حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے جب حضور ﷺ مدینے تشریف لائے تو آپ کو دیکھ کر کیا کہا؟

جواب: جب روم کے بادشاہ ہرقل نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال واخلاق ونسب کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کو آپ ﷺ کے بارے میں بتایا تو اس نے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کر دی، نیز حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تو میں دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔

سوال نمبر 38: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل کون کونسی اشیاء ظاہر ہوئیں نور المبین کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے کئی چیزیں رونما ہوئیں ان میں سے بعض یہ ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت عجائبات ظاہر ہوئے اور آپ کی ولادت کے وقت نور کا نکلنا اور کسریٰ کے ایوانوں میں دراڑوں کا پڑ جانا اور فارس کی آگ کا بجھ جانا وغیرہ اور اسی طرح حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کا دعا کرنا کہ اللہ آپ ﷺ کو ان کی اولاد میں مبعوث فرمائے چنانچہ اللہ ان دونوں سے حکایت کرتے ہوئے فرماتا ہے: رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کا ہر عیب سے محفوظ ہونا یہاں تک کہ آپ سب سے اچھے حسب اور سب سے افضل گھر میں تشریف لائے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان الله اختار من البشر آدم الی آخر الحدیث اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارے نسب میں کوئی زنا نہیں ہوا سب کا سب نکاح ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فیل والوں کو مکہ سے دفع فرمایا اور ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہلاک فرمادیا چنانچہ اللہ فرماتا ہے: اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا۔ اور حضرت عیسیٰ وموسیٰ اور بقیہ انبیاء کرام علیہم السلام کا آپ کی بعثت کی طرف اشارہ فرمانا جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيۡتُكُمۡ مِّنۡ كِتٰبٍ وَّحِكۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ اور تورات وانجیل میں آپ کے ذکرِ خیر کا پایا جانا چنانچہ اللہ فرماتا ہے :اَلَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِىَّ الۡاُمِّىَّ الَّذِىۡ يَجِدُوۡنَهٗ مَكۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِى التَّوۡرٰٮةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کیجسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔ اور آسمانوں کی شعلوں کے ذریعے حفاظت کرنا اور آپ کی بعثت کے وقت شیاطین کو سننے سے منع کر دینا جیسا کہ اللہ

جنوں سے حکایت کرتے ہوئے فرماتا ہے:وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ اور یہ کہ ہم پہلے آسمان میں سننے کے لئے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتا تھے۔

سوال نمبر 39: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر کن کن لوگوں نے دی؟

جواب: راہبوں اور احبار اور اہل کتاب کے علماء نے آپ ﷺ اور آپ کی امت کے اوصاف اور آپ ﷺ کا نام اور علامات کو بیان کیا اور بحیرا راہب نے آپ ﷺ کو چھوٹی سے عمر میں پہچان لیا اسی طرح زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل نے آپ ﷺ کو پہچان لیا اور ان کے علاوہ جنہوں نے کتب کو پڑھا ہوا تھا انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور آپ ﷺ کا ذکر خیر متقدمین موحّدوں کے اشعار میں بھی پایا جاتا ہے جیسے تبع و اوس بن حارثہ وغیرہ اور کاہنوں نے بھی آپ ﷺ کا ذکر کیا جیسے شق وسطیح وخنافر وسواد وغیرہ۔

سوال نمبر 40: حضور کی وفات ظاہری کے بعد کون کونسی علامات ظاہر ہوئیں؟

جواب: آپ ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد بہت سی علامات ظاہر ہوئیں ان میں سے بعض یہ ہیں: آپ کے دین کا تمام ادیان پر ظاہر و غالب ہونا جیسا کہ سبحان و تعالیٰ فرماتا ہے: هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ: وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ برا مانیں مشرک، اور آپ ﷺ کی امت کا مشرق و مغرب کو فتح کرنا جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا گیا پس میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا بے شک میری امت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا گیا، اور آپ کی امت کا کسری و قیصر کے بادشاہوں اور ان کے علاوہ زمینوں کے بادشاہوں پر غالب آنا اور ان پر بربادی ڈال دی گئی ان بادشاہوں کے ضخیم اور کثرتِ لشکر کے باوجود اور ان امور پر کوئی قادر نہیں سوائے اللہ کے حکم کے ذریعے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا سات سو سے زائد سالوں سے اب تک زمین کے گوشوں میں غالب ہو کر باقی رہنا اور شرائع کا محفوظ رہنا کہ نہ ان کی حدود متغیر ہوئیں اور نہ ہی ان کی علامتیں پوشیدہ ہوئیں اور آپ ﷺ کی

امت اور متبعین کا کثیر ہونا اور لوگوں کا آپ کے دین میں فوج در فوج داخل ہونا یہاں تک کہ آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کی امت اس کثرت کو نہ پہنچی جیسا کہ **نبی کریم ﷺ نے فرمایا:** میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے متبعین زیادہ ہوں گے، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان پر کثیر علوم میں سے آپ ﷺ کی برکات ظاہر ہوئیں جیسے دین میں تفقہ اور حکمت و دانائی اور اللہ کا خوف وغیرہ اگر صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور ﷺ کی اتباع نہ کرتے تو ان کمالات کی طرف راہ نہ پاتے، اور آپ ﷺ کی امت کے صلحاء سے کرامات ظاہر ہوئیں اور ان کی دعائیں قبول ہوئیں اور خوارق عادات کا ظہور ہوا یہ سب چیزیں آپ ﷺ کی سچائی اور اللہ کے ہاں آپ ﷺ کے مرتبے پر دلالت کرتیں ہیں۔

سوال نمبر41: یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیوں کرتے تھے؟

جواب: یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسد اور حق کا انکار کرنے کی وجہ سے انکار کرتے تھے اور جب آپ ﷺ کی سچائی پر معجزات کے ذریعے دلیل قائم ہوئی تو یہودی نسخ کو پکڑ بیٹھے اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا کسی اور شریعت سے منسوخ ہونا درست نہیں کیونکہ نسخ سے بداء لازم آتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے لئے بداء کی نسبت جائز نہیں۔

بداء: کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو فی الحال کسی معاملے کا علم نہ ہو اس معاملے کے واقع ہونے کے بعد معلوم ہوا ہو، یہ رافضیوں کا عقیدہ ہے

سوال نمبر42: یہودیوں کا قول کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت منسوخ نہیں ہو سکتی اس کا کتنے طریقوں سے رد کیا گیا ہے؟

جواب: ان کا سات طریقوں سے رد کیا گیا ہے۔

سوال نمبر43: کیا نسخ سے بداء لازم آتا ہے؟

جواب: نسخ سے بداء لازم نہیں آتا یہ تو اس طرح ہے کہ ایک سردار اپنے غلام کو کسی کام کا حکم دے پس جب وہ اسے پورا کرلے جتنا سردار نے چاہا تھا، تو سردار اسے کسی دوسرے کام کا حکم دے دیتا ہے لہذا اللہ کا اپنے بندوں کو ایک شریعت سے دوسری شریعت کی طرف منتقل کرنے کا انکار نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ اللہ انسان کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل فرماتا ہے ہم ملاحظہ کرتے ہیں کہ انسان پہلے نطفہ ہوتا ہے پھر خون کا لوتھڑا پھر اس کے بعد مختلف احوال میں پلٹتا رہتا ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسٰنَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ اور بیشک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے اللّٰہ سب سے بہتر بنانے والا ہے ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ پھر اس کے بعد تم ضرور مرنے والے ہو ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ پھر تم سب قیامت کے دن اٹھائے جاؤگے ۔اسی طرح نباتات کے بھی احوال ہیں چنانچہ اللہ فرماتا ہے: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطٰمًا کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللّٰہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے زمین میں چشمے بنائے پھر اس سے کھیتی نکالتا ہے کئی رنگت کی پھر سوکھ جاتی ہے تو تو دیکھے کہ وہ پیلی پڑ گئی پھر اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ اور اسی طرح رات و دن کا مختلف ہونا اور ہر پریڈ کا اپنے سے پہلے کا ناسخ ہونا یہ تمام چیزیں اللہ کے ارادے کے مطابق ہی ہوتیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا: لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔

دوسری بات کہ یہودیوں کی شریعت نے اپنے سے پہلے کی شریعت کو منسوخ کیا جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں بہنوں سے نکاح جائز تھا پھر اس کے بعد ضرورت نسل کی وجہ سے حرام کر دیا گیا اور ہفتے کے دن کا التزام جو کہ پہلے نہ تھا وغیرہ جیسے ان کی شریعت کا دوسری شریعت کو منسوخ کرنا جائز ہے اسی طرح جائز ہے کہ دوسری شریعت ان کی شریعت کو منسوخ کر دے۔

سوال نمبر 44: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کس نبی نے دی نیز یہودیوں کو کس چیز نے اسلام قبول کرنے سے روکا نیز کیا یہودی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنا یہودیوں پر لازمی ہے حالانکہ یہودی خود حضور ﷺ کی تشریف آوری کی خبریں دیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا اور اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ کثیر لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتراف کیا اور ان میں سے بعض لوگ اسلام لے آئے جیسے عبد اللہ بن سلام اور کعب الاحبار رضی اللہ عنہما وغیرہ اور ان میں سے بعضوں کو حسد اور بد بختی نے ایمان لانے سے روکا چنانچہ اللہ فرماتا ہے: وَالَّذِينَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُونَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے سچ اترا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہودیوں کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے کے باوجود ایمان نہ لانے پر توبیخ کرتے ہوئے فرماتا ہے: يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ اے کتابیو اللہ کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو حالانکہ تم خود گواہ ہو يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبٰطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اے کتابیو حق میں باطل کیوں ملاتے ہو اور حق کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں خبر ہے۔

سوال نمبر 45: انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانے کے بارے میں ملتِ اسلام اور یہودیوں کا مذھب بیان فرمائیں؟

جواب: "قرآن کریم" جو تورات وانجیل کی تصدیق کرنے والا ہے اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ ملتِ اسلام حضرت موسیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نیز تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانے کا تقاضا کرتا ہے **جبکہ یہودیوں کا** مذھب بعض انبیاء کرام پر ایمان لانے اور بعض کی تکذیب کرنے کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ یہ حضرت عیسیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے تھے اور انہوں نے کئی انبیاء کرام کو شہید کیا اور ان کو جھٹلایا بھی ، معلوم ہوا تمام پر ایمان لانا بعض پر ایمان لانے اور بعض کی تکذیب سے بہتر ہے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللّٰہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم واسمٰعیل واسحاق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کئے گئے موسیٰ وعیسیٰ اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللّٰہ کے حضور گردن رکھے ہیں۔

سوال نمبر 46: اپنے دین اور کتب الٰہی کو کن لوگوں نے بدلا؟

جواب: اہل کتاب یہود و نصاری نے اپنے دینوں کو بدل دیا اور اس میں اختلاف کیا اور کتب الٰہی میں کمی و زیادتی کر دی اور انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو شہید کیا نیز ان کو جھٹلایا اور اللہ کے ساتھ غیروں کو معبود بنا لیا اور اللہ کی طرف ان چیزوں کو منسوب کیا جو اس کی شان کے لائق نہیں نیز اللہ کی نافرمانی میں حد سے بڑھ گئے یہاں تک کہ اللہ نے ان کی پکڑ فرمائی اور ان کو بندر و خنزیر بنا دیا۔

سوال نمبر 47: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرنے کی حکمت بیان فرمائیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تاکہ لوگ جس چیز میں اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں حضور ﷺ اس کو واضح فرما دیں اور انہیں حق کی طرف پھیر دیں ان معاملات میں جن کو انہوں نے بدل دیا تھا اور انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ

اِسۡرَآءِيۡلَ اَكۡثَرَ الَّذِىۡ هُمۡ فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ بیشک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے: يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا يُبَيِّنُ لَـكُمۡ كَثِيۡرًا مِّمَّا كُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ مِنَ الۡكِتٰبِ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ ؕ اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں اور بہت سی معاف فرماتے ہیں۔ اسی طرح انہیں صورتوں کے ذریعے نصاری کا بھی رد کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 48: کس کی تعظیم پر تمام ادیان والے متفق ہیں نیز دین اسلام کس کا دین ہے مع قرانی آیات کے بیان فرمائیں؟

جواب: تمام ادیان والے یہود و نصاری اور اہل عرب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعظیم پر متفق ہیں اور دین اسلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہی دین ہے لہذا دین اسلام کی اتباع کرنا ان سب پر لازم ہے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: مِلَّةَ اَبِيۡكُمۡ اِبۡرٰهِيۡمَ تمہارے باپ ابراہیم کا دین۔ دوسرے مقام پر فرمایا: يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِىۡۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَمَاۤ اُنۡزِلَتِ التَّوۡرٰٮةُ وَالۡاِنۡجِيۡلُ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ اے کتاب والو ابراہیم کے باب میں کیوں جھگڑتے ہو توریت و انجیل تو نہ اتری مگر ان کے بعد تو کیا تمہیں عقل نہیں هٰۤاَنۡتُمۡ هٰٓؤُلَآءِ حٰجَجۡتُمۡ فِيۡمَا لَـكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِيۡمَا لَـيۡسَ لَـكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ سنتے ہو یہ جو تم ہو اس میں جھگڑے جس کا تمہیں علم تھا تو اس میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے مَا كَانَ اِبۡرٰهِيۡمُ يَهُوۡدِيًّا وَّلَا نَصۡرَانِيًّا وَّلٰكِنۡ كَانَ حَنِيۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے نہ تھے۔

سوال نمبر 49: کیا یہودیوں نے موت کی تمنا کی قرآن کی آیت کے ساتھ بیان فرمائیں

جواب: اگر یہودیوں کے لئے آخرت میں سعادت ہوتی تو یہ ضرور موت کی تمنا کرتے حالانکہ انہوں نے نہ موت کی تمنا کی اور نہ ہی یہ تمنا کر سکتے تھے ان کا موت کی تمنا نہ کرنا ہی ان کے قول کے بطلان پر دلالت کرتا ہے

چنانچہ اللہ فرماتا ہے: قُلۡ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ ھَادُوۡۤا اِنۡ زَعَمۡتُمۡ اَنَّکُمۡ اَوۡلِیَآءُ لِلّٰہِ مِنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ تم فرماؤ اے یہودیو اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں تو مرنے کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو وَ لَا یَتَمَنَّوۡنَہٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡھِمۡ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِالظّٰلِمِیۡنَ اور وہ کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان کوتکوں کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے۔ اس کی تفسیر میں ہے کہ اگر یہ لوگ موت کی تمنا کرتے تو ضرور مر جاتے اور بعض اہل علم نے کہا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری تک ہی تھا اور یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔

سوال نمبر 50: یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کن وجوہ کی وجہ سے انکار کرتے تھے مع ان وجوہ کے بطلان کے بیان فرمائیں؟

جواب: ***بعض یہودی آپ صلی*** اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتراف کرتے تھے لیکن کہا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر عرب کی طرف ہی مبعوث کئے گئے ہیں۔ **ان کے قول کا تناقض** بلکل واضح ہے کہ جب انہوں نے آپ کی نبوت کا اعتراف کر لیا تو آپ کی تمام باتوں میں آپ کی تصدیق کرنا لازم ہو گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے لہذا اس بات میں آپ کی تصدیق کرنا ضروری ہو گیا۔ ***بعض آپ کی نبوت کا*** اس لئے انکار کرتے تھے کہ آپ ﷺ عربی ہیں بنی اسرائیل سے نہیں ہے، **یہ تو ظاہری جہالت ہے** اس کو کئی طرح سے باطل قرار دیا گیا ہے، **کہ اللہ** اپنی رسالت کے لئے امتوں میں سے جسے چاہے چن لیتا ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: اَللّٰہُ اَعۡلَمُ حَیۡثُ یَجۡعَلُ رِسَالَتَہٗ اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے **اور نبوت اللہ کی رحمت ہے** اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کے ساتھ خاص فرمائے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: وَاللّٰہُ یَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

رہی یہ بات کہ آپ ﷺ عربی تھے تو یہ کوئی عیب کی بات نہیں کیونکہ عرب میں کئی انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائیں ہیں جو بنی اسرائیل سے نہ تھے جیسے حضرت ھود، صالح اور شعیب علیہ السلام **نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عربی امی ہونا** آپ کے سچے ہونے پر زیادہ دلالت کرتا ہے اور آپ کے معجزات میں زیادہ ظاہر ہے آپ کا حکمتیں اور علوم کو بغیر تعلق و تعلم اور بغیر کتاب کی معرفت کے لانا۔

فصل ثالث

ملائکہ کے بارے میں ہے

تمہید: ملائکہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے ہاں مکرم و معزم ہیں، اللہ کی عبادت و تسبیح کرتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اس کی نافرمانی نہیں کرتے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں ان کی تعریف فرمائی ہے چنانچہ فرمایا: بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ بلکہ بندے ہیں عزت والے لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ: بات میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند ہوتے ہیں وہ جانتا ہے يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ: جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور شفاعت نہیں کرتے مگر اس کے لئے جسے وہ پسند فرمائے اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں۔ اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے: وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ اور اس کے پاس والے اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ تھکیں يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور سستی نہیں کرتے۔

سوال نمبر51: فرشتوں کی کیا کیا ذمہ داریاں ہیں؟

جواب: فرشتوں کی مختلف ذمہ داریاں ہیں کچھ کی روحوں کو قبض کرنے کی ہے اور بعضوں کی بنی آدم کی حفاظت کرنے پر ہے اور ان میں سے بعض انبیاء کرام علیہم السلام تک پیغام پہنچانے والے ہیں اسی طرح بقیہ کی بھی مختلف ذمہ داریاں ہیں۔

سوال نمبر52: ملائکہ کی تعداد کتنی ہے نیز ملائکہ پر ایمان لانے کا حکم قرآن وحدیث سے واضح فرمائیں؟

جواب: ان کی تعداد رب ہی جانتا ہے، اور ملائکہ پر ایمان لانا واجب وضروری ہے کیونکہ اللہ فرماتا ہے: وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔ اور رسول ﷺ نے حدیث جبریل میں فرمایا: کہ تو اللہ پر اور اسکے ملائکہ وکتب ورسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان لا اور اس کی اچھی بری میٹھی اور کڑوی تقدیر پر ایمان لا۔

فصل رابع

خلفاء راشدین کے بارے میں ہے

تمہید: حضرت ابو بکر صدیق اور عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہم سب کے سب عادل آئمہ ہیں ہر ایک نے خلافت کو پایا اور یہ سب خلافت کے مستحق بھی تھے

سوال نمبر 53: خلفاء راشدین میں سے کون کس سے افضل ہے اس بارے میں مذھب اہلسنت بیان فرمائیں؟

جواب: اس بارے میں اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اور فضیلت میں درجات کی ترتیب وہی ہے جو خلافت میں ترتیب ہے یعنی صدیق اکبر کے بعد فاروق اعظم اور ان کے بعد حضرت عثمان و مولیٰ علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

سوال نمبر 54: خلفاء راشدین کی امامت پر دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: **صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ** کی امامت پر اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مقدم کرنے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور حدیث مراءۃ میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خلافت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اس عورت سے فرمایا جب تم مجھے نہ پاو تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آجانا اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ابو بکر کو کہو کہ نماز پڑھائے تو اس وقت فرمایا اے عائشہ خدا اور مسلمان حضرت ابو بکر کو ہی قبول کرے گے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے خلیفہ بنایا اور ان کی تقدیم پر بھی مسلمانوں کا اجماع ہے اور حضرت ابو ہریرہ وعبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی صحیح حدیث جسے امام ترمذی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خلافت کی طرف اشارہ فرمایا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد ابو بکر اور عمر کی اقتداء کرو۔

اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو اہل شوری نے آپس میں مشورہ کرنے کے بعد مقدم کیا وہ مجلس شوریٰ جسے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے بنایا تھا آپ کی خلافت پر بھی مسلمانوں کا اجماع ہے پھر آپ پر بے وقوف لوگوں نے غلبہ پالیا اور آپ کو ظلماً شہید کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے قتل میں کوئی عزت دار شخص شریک نہ تھا۔

اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کا اجماع ہوا سب کے سب آپ کے امر و نہی میں داخل ہوئے اور اگر کسی نے آپ کے خلیفہ بننے کے بعد مخالفت کی بھی تو وہ دوسرے امور کی وجہ سے کی نہ کہ خلافت کی وجہ سے۔

سوال نمبر 55: کس نے اپنے بیٹوں کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مدد و حفاظت کے لئے بھیجا نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فتنے کا ذکر فرمایا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: مولیٰ علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹوں امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو آپ کی مدد اور حفاظت کے لئے بھیجا تھا نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فتنے کا ذکر فرمایا تو فرمایا: اس مظلوم یعنی عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو قتل کیا جائے گا۔

سوال نمبر 56: مولیٰ علی رضی اللہ تعالی عنہ کن فضائل کے سبب امامت کے مستحق ٹھہرے؟

جواب: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شریف خصلتیں اور اعلیٰ فضائل سے نوازا جن کے سبب آپ امامت کے مستحق ٹھہرے ان میں سے بعض یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور رشتہ مصاہرت اور اسلام میں آپ کا سبقت لے جانا اور آپ کا علم وشجاعت وزھد وغیرہ۔

سوال نمبر 57: مولیٰ علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی آپس میں مشاجرت کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

جواب: مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد کئی فتنے اٹھ آئے اور مولیٰ علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جو مشاجرات ہوئے اس بارے میں جو صحابہ کرام علیہم الرضوان ان دونوں ہستیوں کے ساتھ تھے ان سے کوئی صحیح خبر مروی نہیں اور اگر اس کو درست مان بھی لیا جائے تو اس سے سکوت ہی مناسب ہے اور اس کے ذکر سے امساک لازمی ہے اور ان تمام کے لئے اچھے مخارج ومذاھب تلاش کئے جائیں اور ان کا اچھے طریقے سے ذکر کیا جائے، اور دونوں گروہ میں سے ہر ایک کے بارے میں اچھا گمان رکھا جائے اور ساتھ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالی عنہ حق پر تھے۔

سوال نمبر 58: اہل بیت اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نور المبین کی روشنی میں فضائل بیان فرمائیں؟

جواب: تمام اہل بیت اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نیک اور فضیلت والے ہیں ان کے فضائل پر قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی اخبار صحیحہ شاہد ہیں چنانچہ اللہ فرماتا ہے: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا اللّٰہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰىھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَانًا ۫ سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ ۚۖۛ وَ مَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۟ۛ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی

عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا محمّد اللّٰہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللّٰہ کا فضل و رضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹّھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ اللّٰہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔ ایک اور مقام پر فرماتا ہے: وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللّٰہ ان سے راضی اور وہ اللّٰہ سے راضی۔

قاعدہ ثالثہ

دار آخرت کے بارے میں ہے اس میں چار فصلیں ہیں

فصل اول قیامت کو ثابت کرنے کے بارے میں ہے

تمہید: اللہ مردوں کو زندہ فرمائے گا اور قیامت کے دن مخلوق کو حساب اور ثواب وعقاب کے لئے جمع فرمائے گا اس پر دلیل یہ کہ یہ ایک امر ممکن ہے محال نہیں ہے اور اس کے بارے میں اللہ کی کتابوں نے کلام کیا اور رسولوں بھی نے اس کی خبر دی پس اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور ہماری شریعت میں اس کا بیان اور اس کے احوال کی جو تفصیل آئی ہے وہ کسی بھی شریعت میں نہیں آئی۔

سوال نمبر 59: قیامت ایک امر ممکن ہے اس پر کتنے اور کون کونسے دلائل دیئے گئے ہیں؟

جواب: اس پر تین طرح سے دلائل دیئے گئے ہیں:

وجہ اول: اللہ جیسے مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کرنے پر قادر ہے اسی طرح وہ اجسام کے فناء ہونے کے بعد اجسام کو لوٹانے پر بھی قادر ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ تم فرماؤ انھیں وہ زندہ کرے گا

جس نے پہلی بار انہیں بنایا۔ اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے: اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسٰنُ اَنۡ یُّتۡرَکَ سُدًی کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا اَلَمۡ یَکُ نُطۡفَۃً مِّنۡ مَّنِیٍّ یُّمۡنٰی کیا وہ ایک بوند نہ تھا اس منی کا کہ گرائی جائے ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً فَخَلَقَ فَسَوّٰی پھر خون کی پھٹک ہوا تو اس نے پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا۔ ایک اور مقام پر فرماتا ہے: وَ ھُوَ الَّذِیۡ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ وَ ھُوَ اَھۡوَنُ عَلَیۡہِ ترجمہ کنزالایمان: اور وہی ہے کہ اوّل بناتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور یہ تمہاری سمجھ میں اس پر زیادہ آسان ہونا چاہئے۔

وجہ ثانی: اللہ زمین و آسمان کی پیدائش پر قادر ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی پیدائش انسانوں کی پیدائش سے بڑی ہے تو اسی طرح اللہ مخلوق کے مرنے کے بعد ان کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے چنانچہ اللہ فرماتا ہے : اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَلَمۡ یَعۡیَ بِخَلۡقِھِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِ َ الۡمَوۡتٰی کیا انہوں نے نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور ان کے بنانے میں نہ تھکا قادر ہے کہ مردے جلائے۔

وجہ ثالث: اللہ نے زمین کو اس کی موت کے بعد بارش کے ذریعے زندہ فرمایا اور جب اس میں کچھ نہ تھا اس میں کھیتی کو اُگایا تو اسی طرح وہ رب قدیر مخلوق کو ان کی موت کے بعد زندہ فرمائے گا اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہ ہی معنی ہے فرمایا: وَ تَرَی الۡاَرۡضَ ھَامِدَۃً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡھَا الۡمَآءَ اھۡتَزَّتۡ وَ رَبَتۡ وَ اَنۡۢبَتَتۡ مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍۭ بَھِیۡجٍ اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تر و تازہ ہوئی اور ابھر آئی اور ہر رونق دار جوڑا اگا لائی۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے: وَ اَحۡیَیۡنَا بِہٖ بَلۡدَۃً مَّیۡتًا ؕ کَذٰلِکَ الۡخُرُوۡجُ اور ہم نے اس سے مردہ شہر جلایا یونہی قبروں سے تمہارا نکلنا ہے۔

سوال نمبر 60: اللہ کے حشر پر قادر ہونے کی دو قرآنی دلیلیں بیان فرمائیں؟

جواب: اللہ حشر پر قادر ہونے پر تنبیہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: وَ مَاۤ اَمۡرُ السَّاعَۃِ اِلَّا کَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ ھُوَ اَقۡرَبُ اور قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے ایک پلک کا مارنا بلکہ اس سے بھی قریب۔ اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے: مَا خَلۡقُکُمۡ وَ لَا بَعۡثُکُمۡ اِلَّا کَنَفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا۔

سوال نمبر61: بعثت میں کیا کیا حکمتیں ہیں؟

جواب: بعثت کی کئی حکمتیں ہیں ان میں سے **بعض یہ ہیں کہ** لوگ مختلف ہیں ان کے مذاہب الگ الگ ہیں پس اللہ ان کو جمع فرمائے گا تاکہ حق کو قائم کرے اور ان کے مابین جس میں یہ اختلاف کر رہے ہیں اس میں فیصلہ فرمادے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ بیشک تمہارا رب ان میں فیصلہ کر دے گا قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے۔

اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے: لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ اس لئے کہ انہیں صاف بتادے جس بات میں جھگڑتے تھے اور اس لئے کہ کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔

دوسری حکمت یہ کہ لوگوں میں مؤمن بھی ہیں کافر بھی نیک بھی اور بد بھی پس اللہ ان سب کو جمع فرمائے گا تاکہ ہر ایک کو اس کی عمل کی جزاء دے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ اس لئے کہ اللہ ہر جان کو اس کی کمائی کا بدلہ دے۔

سوال نمبر62: اگر بعثت اور جزاء اُخروی نہ ہوتی تو کیا لازم آتا؟

جواب: اگر بعثت اور جزاء اُخروی نہ ہوتی تو اچھوں اور بروں کے مابین فرق نہ رہتا کیونکہ دنیا میں تو سب برابر ہیں اور بعض اوقات فاجر اور کافر کا حال دنیا میں اچھا ہوتا ہے لہذا ایک ایسے گھر کا ہونا ضروری ہے جس میں ان کے مابین جزاء کے ذریعے فرق ہو جائے اللہ کے فرمان کا یہ ہی معنی ہے فرمایا: اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے: اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ کیا جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ اِن کی اُن کی زندگی اور موت برابر ہو جائے کیا ہی بُرا حکم لگاتے ہیں۔ ایک اور مقام پر فرماتا ہے: اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کا سا کر دیں۔

فصل ثانی

جو چیزیں قیامت سے پہلے ہوں گی ان کے بارے میں

تمہید: شریعت میں کئی ایسے امور کا ذکر آیا ہے جو قیامت اور موت کے مابین ہوں گے پس ان پر ایمان لانا واجب وضروری ہے ان میں سے بعض یہ ہیں فرشتوں کا سوال کرنا اور عذاب قبر وغیرہ۔

سوال نمبر 63: قیامت سے پہلے کون کونسے امور پیش آئیں گے ؟

جواب: اسی طرح وہ امور جو قیامت سے پہلے ہوں گے ان کا ذکر بھی شریعت میں آیا ہے اور یہ امور قیامت کی نشانیاں ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں: دجال کا نکلنا، یاجوج وماجوج کا نکلنا، دابۃ الارض کا نکلنا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ۔

سوال نمبر 64: عذاب قبر کو نور المبین کی روشنی میں قرآن وسنت سے ثابت فرمائیں ؟

جواب: عذاب قبر پر قرآن وسنت دال ہیں بہر حال قرآن میں رب فرماتا ہے: وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اور فرعون والوں کو بُرے عذاب نے آ گھیرا اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا آگ جس پر صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں۔ اس سے دلیل پکڑنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ قیامت سے پہلے عذاب کے بارے میں صریح ہے اور قیامت کے بعد تو اس پر قرآن کی یہ آیت دلالت کرتی ہے: وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ اور جس دن قیامت قائم ہو گی حکم ہو گا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

اور اس بارے میں صحیح احادیث کثیر ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کی ایک جماعت نے عذاب قبر اور سوال ملکین کو روایت کیا ہے ان صحابہ میں سے حضرت ابو سعید خدری وابو ایوب انصاری، حضرت عثمان غنی ، حضرت براء بن عازب، اسماء بنت ابو بکر، انس بن مالک، اماں عائشہ صدیقہ اور حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالی عنھم ہیں اور ان احادیث کو ائمہ محدثین نے ذکر کیا ہے جیسے امام مسلم وامام بخاری، امام ترمذی، امام ابو داؤد اور امام نسائی رحمھم اللہ اور اس پر سلف امت کا اتفاق اور یہ ہی اہل سنت اور جمہور مسلمانوں کا مذھب ہے۔

سوال نمبر 65: نور المبین کی روشنی میں قرآن سے قیامت کی نشانیاں بیان فرمائیں؟

جواب: صحیح احادیث میں قیامت کی نشانیاں وارد ہوئیں ہیں ان کو کثیر صحابہ کرام نے روایت کیا ہے اور ان میں سے بعض قرآن میں بھی وارد ہوئیں ہیں چنانچہ اللہ فرماتا ہے: حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتۡ یَاۡجُوۡجُ وَ مَاۡجُوۡجُ یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یاجوج وماجوج۔ دوسرے مقام پر فرمایا: وَ اِذَا وَقَعَ الۡقَوۡلُ عَلَیۡہِمۡ اَخۡرَجۡنَا لَہُمۡ دَآبَّۃً مِّنَ الۡاَرۡضِ تُکَلِّمُہُمۡ اور جب بات ان پر آپڑے گیہم زمین سے ان کے لئے ایک چوپایہ نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا۔ ایک اور مقام پر فرمایا: یَوۡمَ یَاۡتِیۡ بَعۡضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ لَا یَنۡفَعُ نَفۡسًا اِیۡمَانُہَا لَمۡ تَکُنۡ اٰمَنَتۡ مِنۡ قَبۡلُ اَوۡ کَسَبَتۡ فِیۡۤ اِیۡمَانِہَا خَیۡرًا جس دن تمہارے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لائی تھی یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی تھی۔ یہ اس وقت ہو گا جب سورج مغرب سے طلوع ہو گا اس وقت توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا بہر حال اس سے پہلے توبہ مقبول ہے جب اس کی شرائط صحیح ہوں۔

فصل ثالث

قیامت اور اس کے احوال کے بارے میں ہے۔

تمہید: شریعت میں ایسے کئی امور کا ذکر آیا ہے جو قیامت کے دن ہوں گے لہذا ان پر ایمان لانا واجب و ضروری ہے۔

سوال نمبر 66: قیامت کے دن کون کونسے امور ہوں گے؟

جواب: وہ امور جو قیامت کے دن ہوں گے ان میں سے بعض یہ ہیں: صراط، میزان، حساب، قصاص، اعمال نامے کو پڑھنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض اور آپ ﷺ کی شفاعت اور اعضاء کا گواہی دینا وغیرہ۔

سوال نمبر 67: صراط اور حساب اور قصاص پر قرآن کی آیات ذکر فرمائیں؟

جواب: پل صراط پر قرآن کریم میں سے اللہ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے: فَاہۡدُوۡہُمۡ اِلٰی صِرَاطِ الۡجَحِیۡمِ ان سب کو ہانکو راہِ دوزخ کی طرف۔

اور **میزان** پر بھی قرآن کی کثیر آیات دلالت کرتیں ہیں ان میں دو آیتیں یہ ہیں کہ اللہ فرماتا ہے: وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن۔ دوسرے مقام پر فرمایا: وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۨ الْحَقُّ اور اس دن تول ضرور ہونی ہے۔ اور **حساب** پر بھی قرآن کی کثیر آیات دلالت کرتیں ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں کہ حساب کے دن یوم قیامت کا وصف بیان فرماتے ہوئے فرمایا: فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ جو کچھ وہ کرتے تھے۔ اسی طرح **قصاص** پر بھی قرآن کریم دلالت کرتا ہے جیسے کہ اللہ فرماتا ہے: وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ اور لوگوں میں سچّا فیصلہ فرمادیا جائے گا۔

سوال نمبر 68: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صراط، حساب، میزان اور قصاص کے متعلق احادیث کو روایت کرنے والے راویوں کے نام بیان فرمائیں؟

جواب: ان سب کے بارے میں صحابہ کی جماعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کو روایت کیا ہے جیسے **صراط** کے متعلق احادیث کو ابو ھریرہ، حضرت حذیفہ، اماں عائشہ صدیقہ وابوسعید خدری اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا اور آئمہ حدیث امام مسلم وامام ترمذی اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے ان کو نقل کیا ہے اور اس پر سلف صالحین اور خلف اہل سنت کا اتفاق ہے اسی طرح **میزان** عمل کے متعلق صحابہ کی ایک جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کو روایت کیا ہے ان میں سے حضرت عائشہ صدیقہ اور انس بن مالک ہیں اور ان احادیث کو محدثین نے ذکر کیا ہے۔ اور اسی طرح **حساب** کے متعلق جن صحابہ کرام علیہم الرضوان نے روایت کیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں حضرت عائشہ صدیقہ، عبد اللہ بن مسعود، ابو برزہ اسلمی، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ صحابہ کرام ہیں اور آئمہ نے ان کو ذکر کیا اور مسلمانوں نے ان پر اتفاق کیا ہے۔ اسی طرح **قصاص** کے متعلق روایت کرنے والے بعض صحابہ کرام یہ ہیں حضرت ابو ھریرہ

، حضرت ابو سعید خدری اور انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہم اور آئمہ محدثین نے ان کو ذکر کیا اور مسلمانوں کا ان پر اتفاق ہے۔

سوال نمبر 69: اعمال نامہ پڑھنے اور اعضاء کا گواہی دینا قرآن سے ثابت فرمائیں نیز ان کے متعلق کن کن صحابہ کرام علیہم الرضوان نے احادیث کو روایت کیا ہے؟

جواب: **اعمال نامہ پڑھنے** پر قرآن کی کثیر آیات دلالت کرتیں ہیں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: وَكُلَّ اِنْسٰنٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىٕرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخْرِ جُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگادیا اور اس کے لئے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کھلا ہوا پائے گا۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا: فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ تو وہ جو اپنا نامہٗ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اسی طرح **اعضاء** کے گواہی دینے کے متعلق قرآن میں رب فرماتا ہے: یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا: شَهِدَ عَلَیْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے سب ان پر ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔ **اعمال نامہ پڑھنے** کے متعلق احادیث کو روایت کرنے والے بعض صحابہ کرام یہ ہیں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص، ابو موسی اشعری اور انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہم۔

اسی طرح شہادت اعضاء کے متعلق احادیث کو روایت کرنے والے حضرت انس بن مالک اور ابو مامہ باہلی رضی اللہ تعالی عنہما ہیں اور ان احادیث کو ائمہ کرام نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے ان کی تخریج کی ہے۔

سوال نمبر 70: حوض کوثر اور شفاعت پر قرآن سے دلیل بیان فرمائیں نیز ان کے متعلق احادیث کو روایت کرنے والے بعض صحابہ کرام کے نام لکھیں؟

جواب: **حوض کوثر** جو اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا ہے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ اسی طرح **شفاعت** کے متعلق رب اپنے حبیب ﷺ سے فرماتا ہے: عَسٰۤى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ ان پر کثیر احادیث بھی دلالت کرتیں ہیں جن کو صحابہ کرام کی ایک جماعت نے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے، **حوض کوثر** کے متعلق احادیث کو روایت کرنے والے بعض صحابہ کرام یہ ہیں حضرت ثوبان، ابوذر، حضرت انس بن مالک، اماں عائشہ صدیقہ، عبد اللہ بن عمرو بن عاص، ام سلمہ ابو ھریرہ، عمر بن خطاب، جابر بن عبد اللہ حذیفہ بن یمان اور ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالی عنہم وغیرہ ہیں اسی طرح شفاعت کے متعلق احادیث کو روایت کرنے والے بعض صحابہ کرام میں سے حضرت انس بن مالک، جابر بن عبد اللہ، ابو امامہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالی عنہم وغیرہ ہیں ان احادیث کو محدثین نے اپنی کتب میں ذکر کیا اور اس پر سلف صالحین اور اہل سنت کا اتفاق ہے

سوال نمبر 71: مصنف نور المبین نے احوال قیامت اور قیامت سے پہلے ہونے والے امور کو تفصیلا کیوں ذکر نہیں کیا؟

جواب: مصنف نے اختصار کے پیش نظر ان کو تفصیلا ذکر نہیں کیا کیونکہ ان کا قصد صرف ان کے واقع ہونے کو ہی ثابت کرنا تھا۔

فصل رابع

جنت و دوزخ کے بارے میں

تمہید: اللہ نے جنت کو دار نعیم اور دار ثواب بنایا اور دوزخ کو دار عذاب وعقاب بنایا بہر حال اہل سعادت جنت میں داخل ہوں گے اور وہ مومنین ہی ہیں اور ان کو جنت میں طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا جائے گا جیسے کھانا، پینا، عورتیں، خادم، کپڑے، محلات وغیرہ جو قرآن میں کثیر مقامات پر وارد ہوئیں ہیں۔

سوال نمبر 72: جنت یا جنت کی نعمتوں کے متعلق قرآن سے دلیل دیں؟

جواب: اللہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنّتیں ہیں۔ دوسرے مقام پہ فرمایا: وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِیْرًا اور ان کے صبر پر انہیں جنّت اور ریشمی کپڑے صلہ میں دیئے۔

اسی طرح اس کے بارے میں کثیر صحیح احادیث بھی وارد ہوئیں ہیں ان احادیث کو صحابہ کرام کی ایک جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

سوال نمبر 73: اہل جنت کا اللہ کا دیدار کرنے کے بارے میں ایک آیت کریمہ یا اس کے بارے میں احادیث کو روایت کرنے والے صحابہ کے نام بیان فرمائیں؟

جواب: اہل جنت اللہ کے دیدار سے مشرف ہوں گے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اپنے رب کو دیکھتے۔ اسی طرح دیدار الٰہی کے بارے میں کثیر صحیح صریح احادیث کو صحابہ کرام کی جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے ان میں سے حضرت ابو ھریرہ، جریر بن عبد اللہ بجلی، صہیب، ابن عمر، ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہم وغیرہ ہیں ان احادیث کی آئمہ نے تخریج بھی کی ہے۔

سوال نمبر 74: اہل جنت کے جنت میں ہمیشہ رہنے کے بارے میں دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: اہل جنت ہمیشہ جنت میں رہیں گے ان کو جنت سے کبھی بھی نہیں نکالا جائے گا جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ دوسرے مقام پہ فرمایا: وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں اور اس کے بارے میں کثیر صحیح احادیث بھی مروی ہیں نیز **مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے**، اللہ ہمیں بھی اہل جنت سے بنائے۔

سوال نمبر 75: کیا کفار اور گناہگار بھی جہنم میں جائیں گے اور ان کو کس طرح کا عذاب دیا جائے گا مع دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: بہر حال کفار اور گناہگار جہنم میں داخل ہوں گے اور جہنم میں ان کو طرح طرح کا عذاب دیا جائے گا، قرآن کریم میں ان عذابات کا ذکر کثیر مقامات پر آیا ہے، چنانچہ اللہ فرماتا ہے: اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا بے شک جہنّم تاک میں ہے لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا سرکشوں کا ٹھکانا لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا اس میں قرنوں رہیں گے لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا اس میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا مزہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو اِلَّا حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ جَزَآءً وِّفَاقًا جیسے کو تیسا بدلہ۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے: اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا بیشک ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی۔ اسی طرح کثیر احادیث بھی اس بارے میں وارد ہوئیں ہیں۔

سوال نمبر 76: کیا کفار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے مع دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: بہر حال **کفار** ضرور جہنم میں داخل ہوں گے اور ہمیشہ جہنم میں رہیں گے کبھی نہ نکالیں جائیں گے جیسا کہ اللہ قرآن میں فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے جہنّم کی آگ ہے نہ ان کی قضا آئے کہ مر جائیں اور نہ ان پر اس کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا: فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ تو آج نہ وہ آگ سے نکالے جائیں اور نہ ان سے کوئی منانا چاہے۔ ایک اور مقام پر فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور وہ جو کفر کریں اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا۔ اسی طرح اس بارے میں کثیر احادیث بھی وارد ہوئیں ہیں اور کفار کے ہمیشہ جہنم میں رہنے پر **مسلمانوں کا اجماع ہے**۔

سوال نمبر 77: کیا گناہ گار مومنین بھی جہنم میں جائے گے یا نہیں معاف کر دیا جائے گا؟

جواب: بہر حال **گناہگار مؤمنین** ان میں سے بعض کو اللہ معاف فرمادے گا اور ان کو جہنم میں داخل نہیں فرمائے گا چنانچہ اللہ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ بے شک اللّٰہ اسے

نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔ قرآن میں جہاں بھی اللہ کی رحمت اور معاف کرنے اور بخش دینے کے بارے میں اللہ کے وصف کو بیان کیا گیا ہے وہ بھی آیات گناہوں کو معاف کر دینے کے بارے میں ہیں، اسی طرح اس بارے میں اخبار صحیحہ بھی وراد ہوئیں ہیں۔ **اور اللہ بعض** مومنین کا ان کے گناہوں کے سبب مؤاخذہ فرمائے گا ان کو جہنم میں داخل فرمائے گا پھر اپنی رحمت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے سبب ان کو جنت میں داخل فرمائے گا یاد رہے مومنین ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَیۡرًا یَّرَهٗ تو جو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا۔ اگر مومن کے ہمیشہ جہنم میں رہنے کو مان لیا جائے تو مؤمن کو اس کے ایمان پر اور اس کی نیکیوں پر کوئی ثواب حاصل نہ ہو گا، اور اللہ فرماتا ہے: وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ یَّشَآءُ اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔

اس طرح کثیر صحابہ کرام نے اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کثیر صحیح احادیث کو روایت کیا ہے ان میں سے حضرت ابو ھریرہ، ابو سعید خدری، جابر بن عبد اللہ، انس، حذیفہ، عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہم ہیں اور ان احادیث کو ائمہ محدثین نے بھی نقل کیا ہے اور یہ ہی اہلسنت کا مذھب ہے بعض سر سید جیسے نہ اہل لوگوں نے آیات واحادیث جو ان کے بارے میں آئیں ہیں ان کے بر خلاف تاویلات کی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے محفوظ فرمائے۔

خاتمہ کتاب

تمہید: ایمان تمام نیکیوں کی اصل اور نیک اعمال کے قبول ہونے کے لئے شرط ہے اور عقائد کی تصحیح اللہ کے بندوں پر فرض کردہ اعمال سے زیادہ مؤکد ہے پس آپ پر اس معاملے میں جدوجہد کرنا ضروری ہے۔ آیئے ہم آپ کو ایسی وصیتیں کرتے ہیں جو آپ کے یقین کو پختہ کر دیں گی اور آپ کے دین کو ثابت و مضبوط کر دیں گی۔

سوال نمبر 78: مصنف نے خاتمہ کتاب میں کتنی چیزوں کے بارے وصیت کی ہے نیز پہلی وصیت کو قرآنی آیت اور حدیث کے ساتھ بیان فرمائیں؟

جواب: علامہ محمد بن احمد مالکی رحمہ اللہ نے چار چیزوں کے متعلق وصیت فرمائی ہے چنانچہ پہلی وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: قرآن کریم کی تلاوت کرو اور اس کی آیات میں تدبر اور اس کے معانی کو سمجھو کہ یہ ایک ایسا نور ہے جو دلوں کو منور کر دیتا ہے اور سینوں کو کھول دیتا ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ بیشک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ہدایت، رحمت ،نور، شفاء، تبیان، خوشخبری، اور بصائر سے موسوم فرمایا ہے، اور **نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا**: اللہ کی کتاب میں تم سے پہلے اور بعد والوں کی خبریں ہیں قرآن تمہارے مابین فیصلہ کرنے والا ہے نیز یہ فیصلہ کن کتاب ہے مذاق نہیں، جس نے قرآن کو تکبر کی وجہ سے چھوڑ دیا اللہ اسے توڑ دے گا اور جس نے اس کے علاوہ سے ھدایت طلب کی اللہ اسے گمراہ فرمائے گا، قرآن اللہ کی مظبوط رسی اور ذکرِ حکیم صراطِ مستقیم ہے اس سے نہ خواہشات پھسلتی ہیں نہ ہی زبانیں ملتبس ہوتیں ہیں اور علماء اس سے سیر نہیں ہوں گے اور نہ بار بار پڑھنے سے پرانا ہوتا ہے اور نہ اس کے عجائب ختم ہوں گے یہ وہ کتاب ہے جب جنوں نے اس کو سنا تو اس سے بعض نہ رہے سکے اور بزبان حال بولے: فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا: تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا یَّھْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے۔ جس نے قرآن کے ذریعے کوئی بات کی اس کی تصدیق کی جاوے گی اور جس نے اس کے ذریعے عمل کیا اس کو اجر دیا جائے گا اور جس نے بھی اس کے ذریعے فیصلہ کیا اس نے عدل کیا اور جس نے قرآن کی طرف بلایا اسے راہ مستقیم کی طرف ھدایت دی گئی۔

سوال نمبر 79: احادیث رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور سیرت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پڑھنے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: مصنف علیہ الرحمۃ دوسری وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ احادیث رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور سیرت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مطالعہ کرو اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کلام کو سمجھو اس سے جلد تم حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے افعال کا حسن اور آپ کے اقوال کی حکمتوں کو جان لوگے وہ حکمتیں جو عقل والوں کو تعجب میں ڈالنے والی اور ہدایت دینے والی ہیں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی اس پیارے چمکتے تارے محمّد کی قسم جب یہ معراج سے اترے مَا ضَلَّ

صَاحِبُکُمْ وَمَاغَوٰی تمہارے صاحب نہ بھکے نہ بے راہ چلے وَمَایَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے اِنْ ھُوَاِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔دوسرے مقام پر فرمایا: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللّٰہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللّٰہ تمہیں دوست رکھے گا۔

سوال نمبر80: رسول اللہ ﷺ نے کتنی چیزوں کے بارے میں فرمایا کہ جب تک تم ان کو تھامے رہو گے ھدایت پر رہوں گے نیز وہ کونسی ہیں؟

جواب: دوچیزوں کے بارے میں فرمایا جیسے کہ حدیث پاک میں ہے کہ: میں تم میں دوچیزوں کو چھوڑ کر جا رہاہوں "کتاب اللہ" اور "میری سنت" جب تک تم ان کو تھامیں رہو گے ہدایت پر رہو گے۔

سوال نمبر81: مصنف نے صحابہ وتابعین کے حوالے سے کس بات کی وصیت کی ہے نیز نجات پانے والا فرقہ کونساہے حدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں نیز صحابہ کرام علیہم الرضوان اور بالخصوص خلفاء راشدین کی اقتداء کے حوالے سے احادیث بیان کریں؟

جواب: صاحب نور المبین فرماتے ہیں کہ سلف صحابہ وتابعین کی سیرت کامطالعہ کریں، حلیۃ الاولیاء، اسد الغابہ، سیر اعلام النبلاء پڑھے، اور ان بزرگ ہستیوں کی اقتداء کریں اور بدعات کو چھوڑ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے تم جس کی بھی پیروی کروگے ھدایت پا جاوں گے نیز حضور ﷺ سے کامیاب ہونے والے فرقے کا پوچھا گیاتو فرمایا: جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقے پر ہو گا وہ نجات پانے والا ہو گا دوسری حدیث میں فرمایا: بدعات سے بچو بیشک یہ گمراہی ہے جو ان حالات کو پائے تو اسے چاہئے کہ وہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر قائم رہے اور میرے بعد ان کو مظبوطی کے ساتھ دانتوں سے پکڑ لو۔

سوال نمبر82: نورِبصارت میں کس چیز سے اضافہ ہوتا ہے مع آیات کے بیان کریں؟

جواب: اللہ سے ڈرنے اور نیکیوں پر استقامت اور گناہوں اور بری چیزوں سے بچنے سے نور بصارت میں اضافہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ان کی ضد (یعنی گناہ وغیرہ) سے دل پر پردہ پڑ جاتا ہے، چنانچہ اللہ نے فرمایا: وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى اور جنھوں نے ہدایت پائی اللہ انہیں اور ہدایت بڑھائے گا۔ دوسرے مقام پر فرمایا: اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ اگر اللہ سے ڈروگے تو تمہیں وہ دے گا جس سے حق کو باطل سے جدا کرلو اور تمہاری برائیاں اتار دے گا۔ اس کی ضد کے بارے میں فرمایا: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ترجمہ کنزالایمان: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔ دوسرے مقام پر فرمایا: وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا۔

سوال نمبر 83: غیر شرعی قدیم علوم کو سیکھنے کے کیا کیا نقصانات ہیں نیز فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان قدیم غیر شرعی علوم کی کتب کا کیا کیا؟

جواب: غیر شرعی علوم میں مشغول نہیں ہونا چاہئے کہ ان سے اکثر طور پر ایمان کمزور ہو جاتا اور دل پر اندھیرا چھا جاتا اور ان کو پڑھنے والا مؤمنین کے دلوں میں بغض کو پیدا کرتا ہے اور ان کا کوئی فائدہ ہی نہیں اور نہ ان کو انبیاء و مرسلین لے کر آئیں اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی ملاحظہ فرماتا تو ضرور اس کے ساتھ رسولوں کو مبعوث فرماتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان علوم پر مشتمل کتب کو سمندر میں پھینکنے کا حکم دیا اور فرمایا: اگر اس میں کوئی بھلائی ہو تو پس جس نے ہماری رہنمائی اس کی طرف وہ اس سے بہتر ہے۔

سوال نمبر 84: کن کن معاملات میں پڑنے سے دلوں میں شک پیدا ہوتا اور یقین کے ستون متزلزل ہوتے ہیں نیز کثرت سوال سے کیوں منع کیا گیا ہے؟

جواب: مشکل امور میں غور و فکر کرنے سے اور شبہ و شک والی اشیاء میں مشغول ہونے سے اور مخالفین کفار و بدعتیوں کے مذاہب کو ذکر کرنے سے دلوں میں شک پیدا ہوتا اور یقین کے ستون متزلزل ہوتے ہیں اسی وجہ سے شارع علیہ السلام نے کئی امور کے بارے میں امساک کا حکم دیا اور کثرت سوال، تفتیش کرنے سے منع فرمایا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک تم سے پہلے لوگ کثرت سوال اور اپنے انبیاء پر اختلاف کے سبب ہلاک ہوئے۔

سوال نمبر 85: بدمذھبوں، بدعتیوں اور امور تشکیک کے بارے میں سوال کرنے کا ادب کس نے سیکھایا نیز ہمارے ائمہ کا ہمیشہ سے اس بارے میں کیا مؤقف رہا ہے؟

جواب: جس نے ان چیزوں کے بارے میں سوال کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو ادب سیکھایا اور ہمارے ائمہ و سلف صالحین اس بارے میں کلام کرنے سے ہمیشہ انکار کرتے رہے ہیں۔

سوال نمبر 86: امام مالک رحمہ اللہ نے استواء کے بارے میں سوال کرنے والے سے کیا فرمایا نیز اس بارے میں کن کن ائمہ نے شدت اختیار کی ہے؟

جواب: امام مالک رحمہ اللہ نے استواء کے بارے میں سوال کرنے والے سے فرمایا اس بارے میں سوال کرنا بدعت ہے اور میں تجھے برا شخص گمان کرتا ہوں، نیز امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس بارے بہت زیادہ شدت اختیار کی ہے۔

سوال نمبر 87: مخالفین اور ان کے اقوال کو رد کرنا تو ضروری ہے کیونکہ یہ تو لازم ہو چکا ہے تو کیوں کر ممکن ہے کہ ان کا ذکر نہ کیا جائے؟

جواب: مخالفین کی دو قسمیں ہیں :

(1) **بہر حال کفار** کی بات کریں تو ان کے اقوال کو قرآن باطل کر چکا اور ان کے افتراق و گمراہی کو واضح طور پر بیان کر دیا اور یہ مخلوق پر اللہ کی حجت ہے لہٰذا قرآن کے ہوتے ہوئے غیر کی طرف جانے کی حاجت نہ رہی ہمیں یہ ہی کافی ہے۔

(2) **اور بدعتی** پس مناسب تو یہ ہی کہ ان کے اقوال کو حکایت نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کے دلائل کا تذکرہ کیا جائے ہاں جب ضرورت بن جائے تو اس وقت ان کا رد کرنے میں مشغول ہونا ضروری ہے جیسے کہ جب خوارج کا فتنہ منتشر ہوا تو مولیٰ علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کا رد فرمایا۔ اور اسی بات نے ائمہ

متکلمین جیسے ابوالحسن اشعری وابوبکر بن طیب رحمہما اللہ وغیرہ کو اس بارے میں کلام کرنے کی طرف بلایا ان کے زمانوں میں بدعتیوں کے گروہوں کے ظاہر ہونے کی وجہ سے، بہرحال ہمارے زمانے میں ان کے عدمِ وجود کی وجہ سے اللہ نے ان کی مشقت سے ہمیں بچالیا خاص طور پر ہمارے شہر مغرب اور اندلس میں، پس ہمارے زمانے میں ان کے مذاہب کی طرف التفات کرنا مناسب نہیں اور نہ ہی دل اور کان پر ان کا خیال لایا جائے کیونکہ اس کا نفع کوئی نہیں نقصان ہی نقصان ہے کیونکہ ان کو باز رکھنے میں جو فائدہ تھا ان کے مفقود ہونے کی وجہ سے لایعنی ہو چکا ہے اور نقصان اس میں نہی اور مخالفتِ سلف کا مرتکب ہونا اور دل کا سیاہ ہونا بالیقین ثابت اور حاصل ہے اس کو جو بھی ان میں مشغول ہوگا۔

سوال نمبر 88: دل پر گزرنے والے خیالات اور انسان کے سینے میں شیطان جو وسوسے ڈالتا ہے اور اس پر جو اشکالات ڈالتا ہے ان کا کیا حل ہے ان سے کیسے بچا جائے ؟

جواب: یہ ایک بیماری ہے جس کا علاج قرآن وحدیث میں واضح ہے بہرحال چار طریقوں کے ذریعے ان سے جان چھڑائی جاسکتی ہے

پہلا طریقہ: شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرے اور اس کے وسوسوں کو جڑ سے ہی کاٹ دے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ اور اے سننے والے اگر شیطان تجھے کوئی کونچادے تو اللّٰہ کی پناہ مانگ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شیطان کے وسوسوں میں سے کچھ پائے تو چاہئے کہ وہ کہہ امنت باللہ میں اللہ پر ایمان لایا اور دوسری روایت میں ہے کہ اسے چاہئے کہ اللہ کی پنا طلب کرے اور اس وسوسے سے بعض رہے۔

دوسرا طریقہ: اللہ کا ذکر کرے چنانچہ اللہ فرماتا: اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ: وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللّٰہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللّٰہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

تیسرا طریقہ: دلائل میں غور و فکر کرے اور دلائل کو یاد کرے چنانچہ اللہ فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

چوتھا طریقہ: کسی سنی عالم سے سوال کرلے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: فَسْــٴَـلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

تمت

اللہ کے فضل و کرم سے جس کا ہم نے ارادہ کیا تھا وہ پورا ہو گیا اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی اور ہم اس قابل نہ تھے کہ ھدایت پا سکے اگر اللہ عزوجل ہمیں ھدایت نہ دیتا اور ہم اپنے عظیم مولیٰ عرش عظیم کے رب سے عرض کرتے ہیں کہ ہمارے لئے اس کتاب کے بدلے اس کا اجر لکھا جائے جو حق کی طرف بلائے اور سچ کہے اور ہمارے ایمان و یقین میں اضافہ فرمائے اور ہمارے دلوں میں اپنی معرفت کے ساتھ نور مبین کو رکھ دے اور ہم اس کتاب کا خاتمہ اس ہستی پر درود کے ذریعے کرتے ہیں جس نے اللہ اور اس کی عبادت کی طرف رہنمائی کی اور وہ ہمارے سردار و مولیٰ آخری نبی محمد ﷺ ہیں، اللہ ان کو ہماری طرف سے اس سے بہتر جزاء دے جو وہ ایک نبی کو اپنے احسان سے دیتا ہے اور ہمیں اپنے فضل و رحمت سے ان کی سنت سے تمسک کرتے ہوئے ان کے ہی دین پر موت دے، اور اللہ ہمیں دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں استقامت دے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

عنصر رضا جامی عطاری